یوسف نے پوری اس مذہب کی حمایت کی چنانچہ حافظ شمس الدین ذہبی اپنی کتاب "تاریخ الاسلام" میں لکھتے ہیں "ابوبکر بن جدانہ کہتے ہیں کہ میں امیرالمومنین یوسف کے ہاں پہلے پہل جو گیا۔ تو دیکھا کر سامنے ایک فقہ کی کتاب رکھی ہے مجھ سے خلیفہ نے کہا کہ ذرا دیکھئے تو سہی اس کتاب میں رائیں کس کثرت سے ہیں مسئلہ پیچھے چار چار پانچ پانچ اقوال ہیں خدا جانتے ان میں حق کون ہے اور مقلد کس کو اختیار کرے اس پر میں کچھ کلام کرنے لگا خلیفہ نے میری بات کاٹ کر قرآن مجید سنن ابوداؤد اور تلوار (جو سامنے موجود تھے) کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ سوائے ان تین چیزوں کے اور کچھ نہیں۔

اسی کتاب (تاریخ الاسلام) میں خلیفہ یعقوب^عہ^ بن یوسف بن عبدالمومن کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ "اس کے زمانہ میں فروع کا علم یعنی فقہ بند ہو گئی تھی۔ فقہا اُس سے ڈرتے تھے اُس نے حکم دیا تھا کہ مذہب کی کتابوں میں سے حدیثیں چھانٹ کر بقیہ کو جلا دو، فقہ میں اشتغال اور خوض کرنے سے منع کرتا تھا۔ اور محدثین کو حکم دیا تھا۔ صحاح ستہ مسند ابوبکر بن ابی شیبہ مسند بزار سنن دارقطنی سنن بیہقی اور اس کے متعلقات (اسماء الرجال وغیرہ) مہیا کریں۔ چنانچہ حدیث کی کتابیں جمع کی گئیں، خلیفہ خود بھی حدیث پڑھاتا تھا۔ طلبہ کا ہجوم ہوا جو طالب العلم حافظ الحدیث ہوتا تھا خلعت و انعام پاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب کے اکثر علما اہل حدیث ہوئے امام ابن حزم اور علامہ قرطبی بھی وہیں کے تھے۔ حدیث کو وہاں اُسی طرح قانوناً رواج دیا جس طرح بغداد، عرب اور مصر میں فقہ کو۔

علامہ ابن^عہ^ خلکان اس خلیفہ کے حال میں لکھتے ہیں " امر برفض فروع الفقہ وان الفقهاء لا يفتون الا بالكتاب والسنة النبوية ولا يقلدون احدا من الائمة المجتهدين المتقدمين بل تكون احكامهم بما يؤدي اليه اجتهادهم من استنباطهم القضايا من الكتاب والحديث والاجماع والقياس ولقد ادركنا جماعة من مشائخ المغرب وصلوا الينا بالبلاد

عہ خلیفہ یعقوب کا سنہ ولادت ۵۵۴ھ اور سنہ وفات ۵۹۵ھ ہے ۱۲

عہ ابن خلکان کا سنہ ولادت ۶۰۸ھ اور سنہ وفات ۶۸۱ھ ہے ۱۲

وھم علی ذالک الطریق مثل ابی الخطاب بن دحیہ واخیہ ابی عمرو و محی الدین بن العربی نزیل دمشق وغیرھم "

ناظرین کو یہاں پہنچ کر مذاہب کے رواج کا پتہ لگ گیا ہوگا اور تقلید کی تاریخ پر سرسری نظر پڑ گئی ہو گی کہ کب سے شروع ہوئی۔ اور کیوں کر شروع ہوئی۔ اور کس طرح قانون کے زیر حمایت اِس نے نشوونما پائی۔ اب مناسب ہے کہ اقسام تقلید کی بھی کسی قدر تفصیل کر دی جائے۔

تقلید کی ایک صورت تو یہ ہے کہ آدمی رسم ورواج کا پابند ہوتا ہے اور جو دستور یا عمل در آمد اُس کے خاندان کا ہوتا ہے اُس کو نہیں چھوڑتا اِس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) عادات ومعاشرت میں۔ واضح رہے کہ یہاں سوسائٹی (راہم رتبہ جماعت) کی طاقت کل دوسری طاقتوں پر غالب رہتی ہے اور میری رائے میں جب تک منکرات کی آمیزش ان میں نہ ہو اس کو چھوڑنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

(۲) عبادات وطریقہ عبادات ہیں۔ پھر اس میں بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اُن مسائل جزئیات فقہ پر عمل در آمد جو اُس کے خاندان میں پہلے سے جاری ہے اور وہ مسائل مختلف فیہ ہیں خود اہل سنت کے درمیان۔ اِس قسم کے اکثر اختلافات ناشی ہیں اختلافات صحابہ سے۔

(۲) وجوب تقلید شخصی کا اعتقاد اور قرآن وحدیث کے مقابل میں تقلید پر جمود یہ تقلید بے شک داخل ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ کی تحت میں چنانچہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لا یتخذ بعضنا بعضاً اربابًا من دون اللہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ "من ھھنا یظھر انہ اذا صح عند احد حدیث مرفوع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم سالماً عن المعارضۃ ولم یظھر لہ ناسخ وکان فتوے ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ مثلا خلافہ وقد ذھب علی وفق الحدیث احد من الائمۃ الاربعۃ یجب علیہ اتباع الحدیث الثابت ولا یمنعہ الجمود علی مذھبہ من ذالک کیلا یلزم اتخاذ بعضنا بعضاً اربابًا من دون اللہ"

ہندوستان میں حدیث کا رواج

سلطان محمود غزنوی کے ساتھ عجم سے ہندوستان میں اسلام آیا اور مذاہب اسلامی کے دو فرقے اپنے ساتھ لایا ایک سنی دوسرا شیعہ۔

عجم کے سنی المذہب چوں کہ عموماً حنفی تھے اِس لئے مذاہب اہل سنت میں سے صرف حنفی مذہب ہی یہاں رائج ہوا۔

ظاہرا ہندوستان سے طلب حدیث کے لئے تین بزرگ زمانۂ مختلفہ میں عرب گئے

(۱) ملا طاہر علیہ الرحمۃ صاحب مجمع البحار جن کی مفید کتاب مجمع بحار الانوار موجود ہے

(۲) سلطان سلیم (جہانگیر) کے زمانہ میں شیخ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ جن کا فیض اپنے خاندان ہی تک محدود رہا البتہ اُن کے پوتے شیخ سلام اللہ صاحب محلی (شرح موطا) پر حدیث کا رنگ چڑھ گیا تھا جس کا پتہ اُن کی تصنیف سے لگتا ہے شیخ علیہ الرحمۃ مثل دیگر علماء احناف مذہب حنفی کے سرگرم حامی رہے چنانچہ شرح سفر السعادۃ میں آپ نے خود بھی اِس امر کا اعتراف کیا ہے۔

(۳) جناب شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ اِس میں شک نہیں کہ آپ نے اور آپ کے خاندان نے خدمت حدیث کا حق بخوبی ادا کیا درس سے بھی اور تصانیف عدیدہ مفیدہ سے بھی۔ تقلید پر بھی مختلف رسالے لکھے جیسے کہ " عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید" "انصاف فی بیان سبب الاختلاف" اور اپنی لاجواب کتاب " حجۃ اللہ البالغہ" اور "مصفّٰی" شرح موطا میں متعدد مضامین تحریر فرمائے۔

پھر آپ کے تلامذہ میں سے آپ کے خلف الصدق جناب شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ تفسیر عزیزی اور قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمۃ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں نہایت ہی واضح طور پر جمود تقلید سے سرزنش کی اور آپ کے شاگرد شیخ محمد حسین سندھی نے تو اپنی بے نظیر کتاب " دراساۃ اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب" میں بحیثیت ایک مسلم الثبوت اصولی ہونے کے کوئی کسر ہی باقی نہ رکھی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے جو کچھ اپنی کتاب شرح سفر السعادۃ میں لکھا تھا سب کی تردید کردی۔

مولانا اسمٰعیل شہید نے علاوہ "تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین" رسالہ لکھنے کے عملاً نظیر قائم کرکے ایک جماعت کو عامل بالحدیث بنا دیا اور جو مقصد اُن کے دادا جناب شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کا تھا اُس میں کامیاب ہوئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے بعد آپ کی اولاد حضرت شاہ عبد العزیز صاحب۔ شاہ عبد القادر صاحب۔ شاہ رفیع الدین صاحب اور اُن کے بعد شاہ اسحٰق صاحب قدس اسرارہم قرآن وحدیث کا درس مدت مدید تک دیتے رہے اور بعد ہجرت جناب شاہ اسحٰق صاحب علیہ الرحمۃ کے حبیب مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب علیہ الرحمۃ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے باوجود عمر طویل پانے کے نہ صرف قرآن وحدیث کے درس ہی پر قناعت کی اور نہ صرف یہی کہ بیشمار لوگوں کو حدیث پڑھائی بلکہ اپنے طرز عمل سے ایک سواد اعظم ہندوستان کو قولاً وفعلاً وعملاً اہل حدیث بنا دیا اور آج جو کچھ حدیث نبوی کا جلوہ اور اہل حدیث کی کامیابی ہندوستان میں ہے اُسی ذات بابرکات سے وابستہ ہے۔ جزئیات مسائل کی چھان بین اور ہر موقع پر حدیث سے استنباط کرنے کو اس حد تک پہنچا دیا کہ اس اثر سے مقلدین بھی متاثر ہوئے یعنی اُن کو بھی اب درس حدیث کی طرف میلان ہے اور فتاوے میں بھی قرآن وحدیث سے سند لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

معیار الحق پر ریویو

ہم ابھی لکھ آئے ہیں کہ مولانا اسمٰعیل شہید نے رسالہ "تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین" لکھا اُس رسالہ کی تردید مولوی محمد شاہ پاک پٹنی پنجابی (میاں صاحب کے شاگرد) نے کی جس کا نام تنویر الحق رکھا اور نواب قطب الدین خان مرحوم کی طرف سے اُس کو شایع کیا۔

میاں صاحب رسالہ تنویر الحق کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ تحریر نواب صاحب کی نہیں ہے بلکہ محمد شاہ کی کارستانی ہے چنانچہ میاں صاحب خود دیباچہ میں معیار الحق کے لکھتے ہیں کہ "ایضاح الحق اور تنویر العینین مصنفہ مولانا

اسمٰعیل شہید کے جواب میں کچھ خرخرفات محمد شاہ پنجابی (میرے شاگرد نے جو چار برس میرے ساتھ رہا تھا) جمع کر کے اُس کا نام تنویر الحق رکھ کر نواب قطب الدین خانصاحب کے نام سے شائع کرایا اور اس پر استدلال احادیث واہیہ موضوعہ سے کیا جس کی روایت کے حرام ہونے پر حفاظ محققین کی نص صریح موجود ہے۔ یہ حال تو ہے باب اوّل کا اور باب ثانی مخالف ہے اُس کے جس کی تصریح امامنا وسیدنا ابوحنیفۃ النعمان افاض اللہ علیہ شآبیب العفو والغفران اور صاحبین (ابو یوسف و محمدؒ) اور جمہور فقہا و اصولین متقدمین و متاخرین حنفیہ نے کی ہے"

معیار الحق کی خصوصیت

اس کتاب کے لکھنے میں نہایت ہی تنقید سے کام لیا گیا ہے اور رطب ویابس سے قطعاً احتراز کیا گیا ہے۔ جن کتابوں سے استشہاد کیا گیا ہے وہ اُنہیں ماہرین فن کی کتابیں ہیں جن کو اُس فن خاص میں خاص ملکہ حاصل تھا اور جو اپنے فن کے مسلم امام ہیں۔ محدث ہوں یا فقیہ ائمہ رجال ہوں یا اصولی صوفی ہوں یا ادیب سب اپنے فن خاص کے منتخب اور مسلم الثبوت امام ہیں۔

کتاب کی ابتدا حمد و نعت سے کی گئی ہے جن کے الفاظ یہ ہیں۔ نحمدک[ع] یا من بعث فی الامیئین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک ویزکیھم ویطھرھم تطھیرا ونصلی علیٰ نبیک محمد الذی اوجبت لنا اتباعہ وجعلتہ لنا ھادیا وسراجا منیرا وعلیٰ آلہ وصحبہ الملتزمین بھدیہ المستنین بسنتہ

[ع] ترجمہ خداوندا ہم تیری حمد کرتے ہیں کہ تو نے اَن پڑھوں میں ایک ہمارا رسول بھیجا جو اُن کے سامنے تیری آئتیں پڑھتا ہے اور اُن کو طاہر و مطہر بناتا ہے اور ہم درود بھیجتے ہیں تیرے نبی محمدؐ پر جن کی پیروی کو تو نے ہم لوگوں پر واجب کر دیا ہے اور اُن کو میرا ہادی اور میرے لئے چراغ ہدایت بنایا ہے اور اُن کے آل و اصحاب پر جنہوں نے اُن کی سیرت اختیار کی اور اُن کے طریقے پر چلے اُن سب کو تو نے آفتاب ہدایت اور دین کا یاور بنایا اور پھر اُن کی ساری اُمت پر خصوصاً چاروں امام (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) پر جو قوام دین کے لئے مثل چاروں عنصر (آب آتش، خاک، باد) کے ہیں اور اہل عناد کے سوا اس امر سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اُن میں کا ہر شخص دین کا معاون اور پشت پناہ ہے ۱۲

الذین جعلت کلا منہا شمس الھدیٰ وللدین نصیرا وعلی سائر ائمۃ سیما الائمۃ الاربعۃ الذین ھم لقوام دینہ کالعناصر الاربعۃ ولا ینکر غیر المعاند کون کل واحد منھم لہ معوانا وظھیرا۔

انتباہ

مخالفین جو بے سروپا تہمتیں شیخ پر لگاتے تھے کہ وہ ائمہ اربعہ کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ نعوذ باللہ منہا ان حضرات کو برا بھلا کہتے ہیں اب ناظرین ہی انصاف فرمائیں کہ جو شخص اپنی ایسی کتاب میں جس کو اپنے نام سے شائع کرے اور اُس کے لاکھوں اتباع ہوں اور اُس کے پاس کافی وجوہ اس بات کے باور کرنے کے ہوں کہ اُس کی یہ کتاب تقریباً اُس کے سارے اتباع کے ہاتھ میں پڑے گی ائمہ اربعہ کو اگر ایسا ہی نہیں سمجھتا جیسا کہ لکھا ہے تو ہرگز ایسا فقرہ اُس کے قلم سے نہ نکلتا جو ہمیشہ ہمیشہ اُس کے اتباع کے سامنے بطور سند کے پیش کیا جا سکے عناصر اربعہ کے ساتھ ائمہ اربعہ کی تشبیہ قوام دین کے لئے یہ ایک ایسی اچھوتی تشبیہ ہے جس کو غالباً شیخ کے پہلے کسی نے نہیں لکھا۔

آخر خطبہ میں ایک طرح کی تحلیف موجود ہے کہ ائمہ اربعہ کے دین کے مددگار اور پشت پناہ ہونے کا انکار سوائے معاند کے دوسرا کر ہی نہیں سکتا۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جو شخص امام اعظم رحمۃ اللہ کو امامنا وسیدنا ابو حنیفۃ النعمان لکھے وہ کبھی اُن کی اساءت ادب کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔

معیار الحق کی تردید مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رام پوری نے انتصار الحق لکھی جس کی چار تردیدیں میاں صاحب کے تلامذہ نے لکھیں (۱) براہین اثنا عشر (۲) تلخیص الانظار فی ما بقی علیہ الانتصار (۳) اختیار الحق (۴) بحر زخار۔ پہلا رسالہ براہین اثنا عشر مولانا سید امیر حسن مرحوم سہسوانی نے قلم برداشتہ انتصار الحق کی اشاعت کے ایک ہی دن بعد شائع کیا۔ کیونکہ انتصار الحق میں دعوے کیا گیا تھا کہ جو کوئی ان بارہ دلائل مفصلہ ذیل کی تردید کر دے گا تو سمجھا جائے گا کہ اُس نے ساری کتاب کی تردید کر دی مؤلف انتصار نے

اُن دلائل کو اِس قدر مستحکم خیال کیا تھا کہ اُن کا توڑنا محالات سے ہے۔ مولانا سید امیر حسن مرحوم نے براہین اثنا عشر شائع کر کے ایک کاپی اُس کی جناب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی مرحوم لکھنوی کے پاس بھی بھیج دی چنانچہ مولانا ممدوح اپنے خط میں لکھتے ہیں "از محمد عبدالحی بمولوی صاحب مکرم معظم مجمع بحرین المعقول والمنقول فیج نہرین الفروع والاصول مولوی سید امیر حسن صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ لطف شمامہ مورخہ ۲۰۔ ماہ رواں بورود خود ممتاز ساختہ وبراہین اثنا عشر رسیدہ اغلاط اسامی کتب ومولفین در انحصار لا تعد ہستند شاید بنظر اختصار برچند کفایت شدہ"

خطبہ کے بعد سبب تالیف کتاب بیان کیا ہے جس کا ذکر اوپر گذر چکا اُس کے بعد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت کی بحث صفحہ ۵ سے صفحہ ۱۹ تک ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ "امام صاحب کے وہ فضائل جو واقعی اور سند صحیح سے ثابت ہوں میرے لئے عین باعث عزت وفخر ہیں۔ کیوں کہ وہ ہمارے پیشوا تھے اور ہم امور حق میں اُن کے پیرو ہیں مگر جو فضائل حسب شرائط مذکورہ نہ ہوں اُن کی احادیث موضوعہ اور واہیات قصص سے تائید کرنی علماء محققین کی شان کے خلاف ضرور ہے اور اس میں نہ تو امام صاحب کی کسر شان ہے نہ مذمت۔ کیوں کہ آپ کا مجتہد متبع سنت متقی اور پرہیزگار ہونا ہی آپ کی فضیلت کے لئے کافی ہے اور آیۃ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کی بشارت آپ کے لئے خود قرآن مجید میں موجود ہے مگر اکثر اہل نقل حضرت کی تابعیت کے قائل نہیں ہیں اس لئے تابعیت کا دعوے کرنا فضول ہے۔

صفحہ ۱۹ سے ۱۲۹ تک تقلید کی بحث ہے جو موضوع کتاب اور کتاب کی جان ہے۔ تنویر الحق کے لئے ت اور معیار الحق کے لئے م بطور نشان کے ہم نے اختیار کیا ہے۔ تنویر الحق کے دعووں کا خلاصہ اُس کے بعد معیار الحق کا ماحصل لکھا جائے گا۔

ت (۱) تقلید محض ائمہ اہل سنت وجماعت کی واجب ہے بفحوائے آیۃ فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

م (۱) مطلق تقلید کسی غیر معین مجتہد اہل سنت کی واجب اور صحیح ہے بالاتفاق امت اس طرح پر کہ مقلد کا عمل اُس مجتہد کے قول پر ہو بطور شرط کے کہ اگر وہ قول موافق سنت کے ہو تو عمل کئے جاؤں گا اور جب معلوم ہو جائے گا کہ مخالف ہے سنت کے تو ترک کر دوں گا۔

ست (۲) یہ آیۃ مخصص ہے بالاجماع اور ظنی الدلالۃ اس سے جتنی تخصیص چاہیں کر سکتے ہیں جس سے ثابت ہو جائے گی تخصیص ایک مذہب خاص کی۔

م (۲) یہ آیۃ نہ مخصص ہے بالاجماع نہ ظنی الدلالۃ کیوں کہ لفظ اہل کا اپنے عموم پر ہے جس کی تخصیص پر کتاب اللہ حدیث متواتر مشہور خبر واحد اور کسی مجتہد کے قیاس صحیح سے نہ کوئی دلیل شرعی ہے نہ کوئی قرینۂ عقلی اس پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے عموم میں آیۃ کے استحالہ معلوم ہوتا ہو ایسی صورت میں اگر تخصیص ہوگی تو بلا مخصص کے جس سے لازم آئے گا نسخ کتاب اللہ کا اور یہ ممنوع ہے باتفاق امت محمدیہ۔

صدر الشریعۃ توضیح میں لکھتے ہیں "لو جاز[عہ] ارادۃ البعض بلا قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع بالکلیۃ لان خطاب الشرع عامۃ"

علامہ تفتازانی تلویح میں لکھتے ہیں "فتقریرہ[عہ] انہ لو جاز ارادۃ لبعض مسمیات العام من غیر قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ لان کل ما وقع فی کلام العرب من الالفاظ العامۃ یحتمل الخصوص فلا یستقیم ما یفھمہ السامعون من العموم وعن الشرع لان عامۃ خطابات الشرع عامۃ فلو جوزنا ارادۃ البعض من غیر قرینۃ لما صح فھم الاحکام

عہ اگر بغیر قرینہ کے لفظ عام سے بعض فرد مراد لینا جائز ہوتا تو نہ لغت ٹھیک رہتی نہ شریعت کیوں کہ خطابات شرعیہ عام ہی ہوتے ہیں ۱۲

عہ اِس مضمون کا بیان یوں ہے کہ اگر لفظ عام سے بعض مسمیٰ مراد لینا بغیر کسی قرینہ کے جائز ہوتا تو لغت ٹھیک نہ رہتی کیوں کہ کلام عرب میں جتنے الفاظ عام واقع ہیں وہ خصوص کو محتمل ہوتے تو اُن الفاظ کے سننے والے جو معنے سمجھیں گے وہ ٹھیک نہ ہوگا اور شریعت بھی ٹھیک نہیں رہے گی کیوں کہ خطابات شرعیہ بھی عام ہوتے ہیں تو اگر بلا قرینہ بعض مسمی مراد لینا جائز ہو تو لفظ عام سے احکام کا سمجھنا صحیح نہ ہو ۱۲

بصیغۃ العموم"

مسلمانوں کا ہر فرقہ لفظ ذکر کے ساتھ حق کی قید لگا کر اس کو اپنے ہی مذہب میں منحصر کرتا ہے اور اپنے ہی فرقہ خاص کو اہل ذکر ٹھیراتا ہے اس طرح پر کہ اہل اپنے عموم پر ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ ہمارے ذکر کے (جو کہ حق ہے) سب اہل قابل اتباع کے ہیں - اس سے ہر سمجھ دار آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اتباع کی اجازت نہ دینا کسی فرقہ کا اپنے فرقہ مخالف کو لفظ اہل کے لئے مستلزم تخصیص نہ ہوا جس سے یہ آیۃ ظنی الدلالۃ نہ ٹھیری -

ت (۳) مراد اھل الذکر سے ائمہ اربعہ ہیں - اس سے واجب ہوئی تقلید ایک کی ان چار سے اور اس پر اجماع ہے -

م (۳) اس میں دو دعوے ہیں پہلا تو اس لئے غلط ہے کہ مؤلف تنویر کے سوا آج تک کسی نے بھی نہیں کہا کہ اھل ذکر سے مراد ائمہ اربعہ ہیں رہ جائے کہ اجماع - اجماع کی تعریف سارے اہل اصول یہ لکھتے ہیں ھو اتفاق المجتھدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عصر واحد علی امر شرعی -
دوسرا اس لئے غلط ہے کہ وہ بجنسہ ایسا ہی ہے کہ چار کے جفت ہونے سے ایک کا جفت ہونا لازم ہے -

ت (۴) اجتہاد آئمہ اربعہ پر ختم ہو گیا اُن کے بعد کوئی مجتہد نہیں ہوا

م (۴) محض غلط ہے مولانا نظام الدین لکھنوی (بانی درس نظامیہ) شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں "اعلم ان بعض المتعصبین قالوا اختتم الاجتھاد المطلق علی الائمۃ الاربعۃ ولم یوجد مجتھد مطلق بعدھم والاجتھاد فی المذھب اختتم علی العلامۃ النسفی صاحب الکنز ولم یوجد

ع ایک زمانہ کے سارے مجتہدین امت محمدیہ کا کسی امر شرعی پر اتفاق کرنے کو اجماع کہتے ہیں ۱۲

ع بعض متعصبوں نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق چار اماموں پر ختم ہو گیا اور اُن کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہ ہوا اور اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی پر ختم ہوا اور کوئی مجتہد فی المذہب بعد اُن کے نہ ہوا یہ غلط بات ہے اگر پوچھا جائے کہ یہ بات تم کو کیوں کر معلوم ہوئی تو ہرگز کوئی دلیل نہ دے سکیں گے علاوہ یہ غیب کی خبر دینی اور قدرت الٰہی پر زبردستی حکم لگانا ہے کہاں سے معلوم ہوا کہ قیامت تک کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کو خدا پاک اپنے فضل سے درجۂ اجتہاد کو پہنچائے اس قسم کی تعصب کی باتوں سے کنارے رہنا چاہئے ۱۲

مجتهد فی المذھب بعدہ وھذا غلط ورجم بالغیب فان سئل من این علمتم ھذا لایقدرون علیٰ ایراد دلیل اصلا ثم ھو اخبار بالغیب وتحکم علیٰ قدرۃ اللہ تعالیٰ لمن این یحصل علم ان لا یوجد الیٰ یوم القیمۃ احد بتفضل اللہ علیہ بنیل مقام الاجتھاد فاجتنب عن مثل ھذا التعصبات

عہ اور مولانا عبدالعلی بحر العلوم اسی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں :-

ثم ان من الناس من حکم بوجوب الخلو من بعد العلامۃ النسفی و اختتم الاجتھاد وعنوا الاجتھاد فی المذھب واما الاجتھاد المطلق فقالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتیٰ وجبوا تقلید واحد من ھؤلاء علی الامۃ وھذا کلھم ھوس من ھوساتھم لم یاتوا بدلیل ولا یعبأ بکلامھم وانما ھم من الذین حکم الحدیث انھم افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ولم یفھموا ان ھذا اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمھن الا اللہ تعالےٰ

اور حق یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد بہت لوگ مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئے ہیں ازاں جملہ ایک امام ابو ثور ہیں جن کے مقلد تھے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ اور پانچویں صدی تک بکثرت اُن کے مقلد تھے ۔ ایسا ہی لکھا ہے کتاب اسماء الفقہاء میں اور اُن کے مجتہد مطلق ہونے کے قائل ہیں حافظ الحدیث ذہبی، امام نسائی صاحب صحیح ابن حبان، امام نووی صاحب تہذیب، امام یافعی صاحب مرأۃ الجنان ۔

دوسرے امام محمد بن اسمٰعیل بخاری صاحب صحیح ۔ علاوہ اس کے کہ اُن کے مجتہد مطلق ہونے پر خود اُن کی کتاب "صحیح بخاری" ایسی زندہ شاہد موجود

عہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ علامہ نسفی کے بعد ضرور زمانہ خالی ہو گیا اور اجتہاد فی المذہب ختم ہو گیا اور اجتہاد مطلق کی نسبت تو اُن کا قول ہے کہ چار اماموں پر ختم ہو گیا اسی بنا پر وہ لوگ ان چار میں سے ایک کی تقلید کو واجب بتاتے ہیں اور یہ سب اُن کی من گھڑت باتیں ہیں جس کی کوئی دلیل نہیں لا سکتے اور نہ اُن کا کلام قابل شمار ہے یہ وہی لوگ ہیں جن کی نسبت حدیث میں وارد ہوا کہ بے علم فتوے دیویں اور گمراہ ہوں اور گمراہ کریں ان لوگوں نے اتنا نہ سمجھا کہ یہ غیب کی خبر تو اس قسم کی بات ہے منجملہ اُن پانچ کے جن کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ۱۲

ہے جو قیامت تک زندہ رہے گی اُن کے مجتہد مطلق ہونے کے قائل ہیں علامہ علی حافظ ابن حجر عسقلانی ناقلاً عن مصعب کہ امام بخاری علم فقہ وحدیث میں امام احمد بن حنبلؒ سے زیادہ اور امام مالکؒ سے برابر ہیں۔ قتیبہ اور قتادہ کا قول ہے کہ "محمد بن اسمٰعیل بخاری کو امام احمد، اسحٰق ابن راہویہ علی بن مدینی سمجھنا چاہیئے"

تیسرے مجتہد مطلق ہیں داؤد ظاہری صاحب مذہب مستقل و اتباع کثیرہ (جن کی ولادت ہے ۲۰۲ھ میں اور وفات ہے ۲۷۰ھ میں) جس کے قائل ہیں امام یافعی صاحب مرأۃ الجنان۔ ابو اسحاق شیرازی صاحب طبقات قاضی ابن خلکان صاحب وفیات الاعیان۔ علامہ محلی شارح جمع الجوامع بلقانی صاحب شرح جوہرہ، عینی حنفی شارح بخاری، ابو العباس احمد بن یحییٰ،

چوتھے امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری جن کی ولادت ۲۲۴ھ اور وفات ہے ۳۱۰ھ میں یہ بھی مجتہد مطلق متبوع المذہب تھے جس کے قائل ہیں امام یافعی قاضی ابن خلکان، ابو محمد بن حزم، خطیب بغدادی، ابن الفرج معافی بن ذکریا نیروانی المعروف بہ ابن طراز اور شیخ جلال الدین سیوطی جو لکھتے ہیں کہ "محمد بن جریر کو حاصل تھا مرتبہ اجتہاد مطلق کا اور مدون کیا اُنہوں نے اپنا مذہب مستقل اُن کے مقلد بہت لوگ ہوئے جنہوں نے جاری کیا قضا اور فتاوے اُنہیں کے مذہب پر وہ لوگ جریریہ کہلاتے تھے۔

پانچویں مجتہد مطلق ہیں شیخ عزالدین بن عبدالسلام میٹے ابن دقیق العید ان دونوں کو ابو اسحٰق شیرازی نے طبقات میں اور ملا حبیب قندھاری نے مغتنم الحصول میں مجتہد مطلق تسلیم کیا ہے۔

اب اِس کی دوسری شق کو لو۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مجتہد تو ائمہ اربعہ کے سوا اور بھی بہت ہوئے ہیں مگر تقلید کسی کی ان چار کے سوا جائز نہیں۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ کیوں کہ اِس قسم کا حصر نسخ کرتا ہے کتاب اللہ کو اور رد کرتا ہے حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم اور حدیث ابن مسعود کو۔

علامہ ابن حزم اپنی کتاب "ابطال تقلید" میں لکھتے ہیں :-

"فما الذی[عہ] خص اباحنیفۃ ومالکا والشافعی بان یقلد دون ابی بکر وعمر وعثمان وعلی وابن مسعود وابن عباس وعایشۃ ودون سعید بن المسیب والزھری والنخعی والشعبی وعطاء وطاؤس والحسن البصری رضی اللہ عنھم۔

اور بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں "فان المقلد[عہ] ان فھم مراد الصحابی عمل والا سئال عن مجتھد آخر" اور شرح تحریر میں لکھتے ہیں۔ الصحابۃ[سہ] احقاء بالتقلید فانھم اقرب الی اخذ الاحکام من صاحب الوحی"

س (۵) ائمہ اربعہ کا اِس بات پر اجماع مرکب ہے کہ جو بات اِن چاروں کے خلاف ہو وہ باطل ہے اِس لئے اِن چار کے سوا دوسرے کی تقلید منع ہے اور ان چاروں اماموں کی مخالفت کرنے والا مخالف ہے اجماع کا۔

م (۵) یہ بھی غلط ہے نہ اس پر اجماع بسیط ہوا ہے نہ اجماع مرکب اور نہ کبھی قیامت تک ہوسکتا ہے۔ صدر الشریعہ نے اجماع بسیط کی تعریف یوں کی ہے "الاجماع ھو اتفاق المجتھدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عصر علی حکم شرعی" چاروں امام ایک زمانہ میں نہ تھے اور قید ہے فی عصر کی۔ اور اگر ان کے مقلدین اہل اجماع قرار دیئے جائیں تو اتفاق المجتھدین کجا۔ تیسری شکل اگر یہ کہی جاے کہ ائمہ اربعہ کے سوا دوسرے مجتہدین نے ائمہ اربعہ کے قول مخالف کے بطلان پر اجماع کیا ہے تو یہ بھی غلط۔ کیوں کہ اِس سے لازم آئے گا بطلان خود اُن کے اقاویل مخالفہ کا اور یہ بات محض خلاف عقل ہے کہ کوئی مجتہد اپنے قول کو باطل کہے اور دوسرے مجتہد کی تقلید کو جو حرام ہے اُس کے حق میں اختیار کرے اور اُن کے اقوال کی اتباع کو واجب کہے۔

عہ کون وجہ ہے کہ ابو حنیفہ مالک شافعی کی تقلید کی جاے اور ابو بکر عمر عثمان علی ابن مسعود ابن عباس عائشہ اور سعید بن مسیب زہری نخعی شعبی عطا طاؤس اور حسن بصری رضی اللہ عنہم کی تقلید نہ کی جاے ۱۲

عہ اگر مقلد صحابی کی مراد سمجھ لے تو اس پر عمل کرے نہ سمجھے تو دوسرے مجتہد سے پوچھے ۱۲

سہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر تقلید کے مستحق ہیں کیوں کہ صاحب وحی (رسول اللہ صلعم) کی شاگردی میں وہ لوگ سب سے آگے ہیں ۱۲

اجماع مرکب نام ہے اختلاف کا تو اختلاف ائمہ اربعہ جب کہ مبطل ٹھیرایا گیا قول مخالف کا تو اِس اختلاف کو اجماع دوسرے مجتہدوں کا کیوں کر کہہ سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اجماع بسیط ہو یا مرکب اہل اجماع کے لئے اتحاد زمانہ ضرور ہے اور اجماع مرکب میں ضرورتر۔ کیوں کہ وہ عبارت ہے اختلاف سے اِسی لئے اِس میں اختلاف کرنے والوں کے زمانہ کا متحد ہونا لازم ہے ورنہ قیامت تک انعقاد اجماع محال ہے۔

جامع اوراق کہتا ہے کہ خاتم الولایۃ المحمدیہ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی نے فتوحات مکیہ میں جو تعریف اجماع کی کی ہے وہ نہایت ہی جامع ومانع تعریف ہے وہ فرماتے ہیں۔ عہ

ولا اجماع اجماع الصحابۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا غیر وما عد اعصرھم فلیس باجماع یحکم بہ وصورۃ الاجماع ان یعلم ان المسئلۃ قد بلغت لکل واحد من الصحابۃ فقال فیھا بذالک الحکم الذی قال بہ الآخر الی ان لم یبق منھم احد الا وقد وصل الیہ ذالک الامر وقال فیہ بذالک الحکم فان نقل عن واحد خلاف فی ذالک الحکم فلیس باجماع او نقل عنہ سکوت فلیس باجماع واذا وقع الخلاف فی شیئ وجب رد الحکم فیہ الی الکتاب والخبر النبوی فانہ خیر واحسن تاویلا ولا یجوز ان یُدان اللہ بالرأے وھو القول بغیر حجۃ ولا برھان لا من کتاب ولا من سنۃ ولا من اجماع۔

اب پھر ہم معیار الحق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

عہ فتوحات مکیہ جلد ثانی صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ مصر ۱۲۔ ترجمہ اجماع اصحاب رسول اللہ صلعم کا اجماع ہے اور صحابہ کے بعد جو اجماع ہو وہ اجماع شرعی نہیں۔ اور اجماع کی صورت یہ ہے کہ کسی مسئلہ کی نسبت یہ بات معلوم ہو جاوے کہ یہ مسئلہ ہر صحابی کے سامنے پیش ہوا اور اُنھوں نے وہی کہا جو دوسروں نے کہا تھا اور کوئی صحابی باقی نہ رہا جس کو یہ خبر نہ پہونچی ہو اور اُس نے وہی حکم نہ کیا ہو۔ اگر ایک سے بھی اس حکم کے خلاف یا اس حکم پر سکوت منقول ہو تو وہ اجماع نہیں ہے اور اگر کسی چیز کے بارے میں خلاف واقع ہوا تو قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہے یہی خیر ہے اور اچھا طریقہ اور رائے سے اللہ کی عبادت جائز نہیں وہ تو بے دلیل بات ہے نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ اجماع سے ۱۲

م یہ بات جب ثابت ہوگئی کہ تقلید مذاہب اربعہ پر دونوں قسم کے اجماع کا ہونا محال ہے تو ائمہ اربعہ کے سوا دوسرے مجتہدوں کی تقلید کیوں جائز نہ ہوگی اسی لئے تو بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت میں اور فاضل قندھاری نے مغتنم الحصول میں لکھا ہے۔ کہ کوئی وجہ اس کی معلوم نہیں ہوتی کہ ائمہ اربعہ کے سوا دوسرے مجتہدین کی تقلید کیوں جائز نہ ہوگی۔ ہاں مانعین کے منع کی بنا اس پر ہوگی کہ دوسرے مجتہدوں کے مذاہب کی روایت اس وقت محفوظ نہیں ہے۔ مگر جب کسی مجتہد سے کوئی روایت صحیح مل جائے تو بے شک اُس پر عمل کرنا جائز ہے جیسا کہ متاخرین فقہا نے مسئلہ تحلیف شہود (جو چاروں مذہب کے خلاف ہے) میں ابن ابی لیلےٰ کے مذہب پر فتوےٰ دیا۔

ت (۶) اسی اجماع سے یہ قول بھی باطل ہو جاتا ہے کہ خدا نے ابوحنیفہ یا دوسرے ائمہ کی اتباع کا حکم نہیں دیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا ہے۔

م (۶) اجماع کی حقیقت کا راز تو کھل گیا کجا اجماع۔

ت (۷) اجماع مذکور سے ثابت ہوئی تقلید مذہب معین کی اور باطل ہوئی تقلید بطریق عدم تعیین کیوں کہ منعقد ہوا ہے اِس پر اجماع اہل سنت وجماعت اور نیز ائمہ اربعہ کا اور تقلید مذہب معین اُن دونوں افراد کی ایک فرد ہے۔

م (۷) جس اجماع کا حوالہ دیا گیا ہے اُس کی تو جڑ ہی کٹ گئی اب وہ کیا برگ وبار لا سکتا ہے۔ ہاں اِس کے خلاف پر بے شک سارے صحابہ کرام کا اجماع البتہ ہوا ہے کیوں کہ اُن کے مقلدین کسی ایک صحابی مجتہد کی تقلید نہیں کرتے تھے اور نہ تقلید مجتہد معین کو واجب و لازم جانتے تھے جیسا کہ جناب مولانا حیدر علی مقیم ریاست ٹونک شاگرد رشید جناب مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنے ایک فتوے میں لکھا ہے جس کی عبارت آگے آئے گی۔

ت (۸) جو لوگ کہتے ہیں کہ تقلید شرک ہے بفحوائے لا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ اور اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ اُن کا یہ قول باطل ہے بسبب اِس اجماع کے۔

م (۸) اجماع کا محال ہونا تو بطور ابده البدیہیات کے ظاہر ہو گیا مگر اس دفعہ میں صاحب تنویر نے غلط بحث کیا ہے

حق یہ ہے کہ تقلید کی چار قسمیں ہیں (۱) **واجب** جس کا بیان ہو چکا۔

(۲) **مباح** اور وہ تقلید شخصی یا تقلید مذہب معین ہے۔ بشرطے کہ مقلد اِس تعیین کو امر شرعی نہ سمجھے اور صرف اِس نظر سے تعیین کر لے کہ اِس میں ایک تو سہولت ہے دوسرے آیۃ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون میں لفظ اھل الذکر عام ہے اِس لئے جس مذہب معین کی تقلید کریں گے اُس سے اِس آیۃ پر عمل ہو جائے گا۔ مگر اسی کے ساتھ کسی دوسرے مذہب کے محقق مسئلہ پر اگر عمل کر سکے تو اُس سے انکار نہ کرے یا کم سے کم اُس پر عمل کرنے والوں کو بُرا نہ جانے

(۳) تقلید شخصی جو کہ واجب سمجھ کر کی جاوے وہ بدعت اور حرام ہے۔

(۴) قرآن وحدیث صحیح کے مقابل میں تقلید شرک ہے اور یہی دونوں قسمیں تیسری اور چوتھی معرکۃ الآرا اور محط الانظار ہیں جس کا مفصل بیان عن قریب آتا ہے۔

قسم ثانی مباح کی نسبت خاکسار سوانح نگار التماس کرتا ہے کہ شیخ نے ۱۲۹۶ھ میں ایک استفتا کے جواب میں ایک تحریر لکھی جس کا نام تاریخی ہے "**ثبوت الحق الحقیق**" اُس میں لکھتے ہیں کہ قسم ثانی تقلید کی جس کو میں نے معیار الحق میں مباح لکھا ہے اُس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

اباحۃ کی تعریف ائمہ اصولیین یہ کرتے ہیں لان الاباحۃ[ف] ای مایکون فعلہ وترکہ متساویین حکم شرعی لان الاباحۃ من الاحکام ولا حکم الا بالشرع فثبت کون الاباحۃ حکما شرعیا لانہ ای الاباحۃ خطاب الشرع والخطاب حکم الشرعی تخییرا ای من الخطاب التخییری کذا فی مسلم الثبوت وشرحہ۔

ف اباحت (یعنی جس کا کرنا نہ کرنا برابر ہو) حکم شرعی ہے کیوں کہ اباحت بھی ایک حکم ہے اور حکم شریعت ہی سے ہوتا ہے تو اباحت کا حکم شرعی ہونا ثابت ہوا کیوں کہ اباحت خطاب شرعی ہے اور خطاب کون اختیار دینے کا حکم یعنی خطاب تخییری (یعنی چاہے کر چاہے نہ کر)

توجب تقلید شخصی خطاب شرع اور تکلیفات شرعیہ میں داخل نہ ہوئی نہ اقتضاءً نہ تخئیراً تو لامحالہ بدعت ہوگی اسی لئے ملا عبد العظیم بن فروخ کی نے قول سدید میں لکھا ہے "اعلموا ان اللہ لم یکلف احداً من عبادہ ان یکون حنفیاً اومالکیاً اوشافعیاً اوحنبلیاً بل اوجب علیھم الایمان بما بعث بہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والعمل بشریعتہ"

راقم کے خیال میں جو تقسیم معیار الحق میں اختیار کی گئی ہے وہی اولیٰ بالصواب ہے۔ کیوں کہ آیۃ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کی تحت میں تقلید شخصی بھی آجاتی ہے علی سبیل الاباحۃ لا علی سبیل الوجوب اور قول سدید کی عبارت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ لم یکلف احداً کہا لا یجوز لاحد نہیں کہا۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آیۃ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ کے پڑھنے اور سمجھنے کے بعد تو کوئی مسلمان قرآن مجید اور حدیث صحیح کے مقابل میں کسی امام کی تقلید کرہی نہیں سکتا زیادہ سے زیادہ یہی ہوسکتا ہے کہ آیۃ کی تاویل کرکے اُس کو اپنے مذہب کے ڈھب کی بنا دے ایسی حالت میں ماوّلین ایک حد تک معذور سمجھے جا سکتے ہیں۔ کیوں کہ کم و بیش یہ بات ہر مذہب میں پائی جاتی ہے۔ ہاں تاویل اگر نیک نیتی سے نہیں کی گئی جس سے دو مختلف آیتوں، دو مختلف حدیثوں یا آیتوں اور حدیثوں میں تطبیق مقصود ہو تو پھر انما الاعمال بالنیات ہی اِس کے لئے قول فیصل ہے۔

اور حدیث صحیح غیر منسوخ غیر معارض مخالف مذہب خاص کے مقابل میں تقلید کئے جانا اور اُس تقلید پر اصرار کرنا ہر چند مقلد اپنی زبان سے اُس تقلید کو واجب نہ کہے مگر اُس کا طرز عمل صاف بتا رہا ہے کہ وہ تقلید شخصی کو واجب جانتا ہے جو داخل ہے قسم ثالث کی تحت میں۔

دوسری بات یہ ہے کہ فتووں کے جواب دئے جاتے ہیں حالت اور زمانہ کے

لہ یہ خوب سمجھ لو کہ اللہ نے کسی بندے کو اس کی تکلیف نہیں دی ہے کہ وہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہو البتہ اللہ نے فرض کیا ہے ایمان لانا اُس پر جس کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور آپ کی شریعت پر عمل کرنا فرض کیا۔

اعتبار سے۔ جس زمانہ میں رسالہ ثبوت الحق الحقیق لکھا گیا اُس زمانہ میں احناف اور اہلِ حدیث کے درمیان بکثرت مقدمات عدالت دیوانی اور فوجداری میں دائر تھے اور وہ زمانہ اُس زمانہ سے کچھ کم پرآشوب نہ تھا جب کہ حنفیوں اور شافعیوں کے درمیان آتش عداوت نیشاپور میں مشتعل تھی جس میں بڑے بڑے کتب خانے آگ میں جلا دیے گئے۔

فریقین کے درمیان سخت عداوت کا ہونا اُس استفتا کے سوال سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

جو شیخ کے پاس لکھنے کے لئے مرشد آباد سے آیا تھا اور جس فتوے کا نام "واقعۃ الفتوے دافعۃ البلوے" رکھا گیا۔ اُس کا سوال یہ ہے :-

"اضعف العباد نجم الدین مرشد آبادی بحکم آیۂ کریمہ لا تلبسوا الحق بالباطل علماءِ دین محمدی سے سوال کرتا ہے کہ عمل تقلیدی کسی حجت شرعیہ میں سے ہے یا نہیں مقلدوں سے نہایت ایذا پا کر مضطر ہو کر سوال کرتا ہے"

معیار الحق چوں کہ ایک اصول کی کتاب ہے اِس لئے ضرور تھا کہ ہر زمانہ ماضی و حال و مستقبل کے مناسب حال ہو۔ اور ثبوت الحق الحقیق یا واقعۃ الفتوے دافعۃ البلوے چوں کہ فتوے ہے اور مفتی کے لئے مناسب وقت فتوے دینا ضرور ہے اِس لئے اِس میں رعایت زمانہ حال ملحوظ رکھی گئی اور یہ بات بھی ممکن ہے کہ شیخ کو پچھلے زمانہ میں سید الطائفہ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ کا ہی مسلک راجح معلوم ہوا جیسا کہ فتوحات مکیہ جلد ثانی صفحہ ۳۰۸ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے۔ والتقلید فی دین اللہ لا یجوز عندنا لا تقلید حي ولا میت ویتعین علی السائل اذا سأل العالم ان یقول لہ ارید حکم

عہ اللہ کے دین میں ہمارے ہاں کسی کی تقلید جائز نہیں ہے زندہ کی نہ مردہ کی۔ سائل کو یہی کرنا ہے کہ جب کسی عالم سے پوچھے تو یوں کہے کہ اس مسئلہ میں اللہ و رسول کا حکم بتایئے اگر وہ عالم یوں کہے کہ اللہ کا یا رسول کا یہ حکم ہو تو اُس کو اختیار کرنا ضرور ہے کیوں کہ وہ عالم اللہ و رسول کے حکم کا ناقل ہے جس کو قبول کرنا مامور بہ ہے اور سائل سوائے اہلِ ذکر کے کسی دوسرے سے نہ پوچھے اور اہلِ ذکر قرآن کے جاننے والے ہیں اللہ پاک فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون (میں نے ذکر اتارا ہے اور میں اُس کا محافظ ہوں) اور اہلِ ذکر حدیث والے ہیں ۱۲

الله او حکم رسوله فی هذه المسئلة فان قال له المسئول هذا حکم الله فی المسئلة او حکم رسوله تعین علیه الاخذ به فان المسئول هنا ناقل حکم الله تعالیٰ وحکم رسوله الذی امرنا بالاخذ ویتعین علیٰ مسلم ان لا یسئل الا اهل الذکر وهم اهل القرآن قال تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون واهل الحدیث - فان علم[عـه] السائل ان هذا المسئول صاحب رائے وقیاس فیترکه ویسئال صاحب الحدیث فان المسئول صاحب رای وقیاس وحدیث فیسئاله فاذا افتاه تعین علیه ان یقول له هذا الحکم عن رای او قیاس او عن حدیث فان قال هو عن رای او قیاس ترکه وان قال عن خبر اخذ به -

انتباہ

پچھلی چوتھائی صدی زندگی میں میاں صاحب کی رائے بھی ضعف قویٰ کے سبب سے ضعیف ہو گئی تھی - اور بیشتر تلامذہ اکثر فتووں کے جواب لکھتے وقت یا تو اُن کو اپنا ہمراے بنا لیتے تھے یا اُن کی لاعلمی میں اُن کی مُہر (جو عموماً طلبہ کی کی تحویل میں نہایت ہی بے پروائی اور بے احتیاطی کے ساتھ مسجد میں پڑی رہتی تھی) کر دیتے تھے -

اس قسم کی کمزوری اگرچہ قابل افسوس ہے مگر جب ہم دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کے سوانح پر نظر ڈالتے ہیں تو ایسی عمر میں اس قسم کی بہتیری کمزوریاں پاتے ہیں -

میری رائے میں میاں صاحب کے پچھلی ربع صدی کے فتوے جو فتاوائے ماسبق کے خلاف ہوں اُس کو اُن کی ذاتی رائے نہیں سمجھنا چاہئے - بلکہ تصانیف و فتاوائے ماسبق ہی کو ترجیح دینی مناسب ہے -

---

[عـه] پس اگر معلوم ہو جائے کہ یہ مولوی رائے اور قیاس والا ہے تو اُس کو چھوڑ دے اور حدیث جاننے والے سے پوچھے اور اگر وہ عالم رائے قیاس اور حدیث سب کا عالم ہو تو اُس سے پوچھے اور اس کے فتویٰ دینے پر ضرور پوچھ لے کہ یہ رائے قیاس کا حکم ہے یا حدیث کا اگر وہ عالم کہے کہ رائے قیاس کا مسئلہ ہے تو اُس کو چھوڑ دے اور اگر وہ کہے کہ حدیث کا مسئلہ ہے تو اُس کو اختیار کرے ۱۲

دوسری بات اِس سے بھی زیادہ افسوس کے قابل یہ ہے کہ تقلید اور عدم تقلید کی ناگوار بحث نے اس قدر طول کھینچا کہ مناظرہ سے مناقشہ اور مناقشہ سے مجادلہ اور مجادلہ سے منازعت تک نوبت پہنچی۔ ایک فریق دوسرے فریق کی تکفیر کرنے لگا اور انگریزی عدالت دیوانی و فوجداری میں بہ کثرت مقدمات دائر ہوئے اور اب تک ہوتے جاتے ہیں بلکہ بعض حضرات تو اِس قسم کی مقدمہ بازی کو غالباً جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں۔ بیشتر مقدمے سب ڈویژن اور ضلع سے گذر کر ہائی کورٹ الہ آباد و کلکتہ تک پہنچے اور ایک مقدمہ تو پریوی کونسل لندن تک لڑا جس میں غیر مقلدین کامیاب ہوئے۔

باایں ہمہ ابھی تک جھگڑا طے نہیں ہوا اور آئے دن ایک نہ ایک مقدمہ کے دائر کرنے کا عزم بالجزم رہتا ہی ہے اور سال میں ایک درجن مقدمات مختلف اضلاع میں دائر ہی رہتے ہیں۔ جس کی پیروی میں فریقین نہی عن المنکر (تعلیم گواہ حلف دروغ وغیرہ جس کی حرمت نص قرآنی میں موجود ہے) کی مطلق پروا نہیں کرتے۔

خداوندا کاش یہ لوگ اب بھی سمجھیں اور سوچیں کہ اِس سے اِنہیں کو خود نقصان پہنچ رہا ہے اور روز بروز اِن کی قوم ضعیف، ذلیل اور مفلس ہوتی جاتی ہے یا کوئی ایسا زبردست شخص ان لوگوں میں پیدا کر دے جو اُن کی ساری قوتوں کو ایک مرکز پر لا جاوے۔

میں نے بارہا ان کے لیڈروں (پیشواؤں) کی جناب میں عرض کی کہ اعلےٰ کیرکٹر (چال چلن) سے آپ لوگ اپنی زندہ نظیر قائم کریں اور عمدہ محقق غیر متعصبانہ (جس میں نہ کسی کی دل شکنی ہو نہ خلاف تہذیب طعن و تشنیع) پند آمیز غیر مناظرانہ تالیف و تصنیف سے لوگوں کے وحشی اور نفور دلوں کو مانوس کر کے اُن پر قبضہ کر لیں تو جو عمدہ حقیقی اور لازوال اثر اس طریقہ سے ہو سکتا ہے وہ مناظرے اور مجادلے سے محض ناممکن ہے۔ ہر چند میری اس التماس کا ابھی تک تو کوئی اثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہونے کی اُمید ہے مگر برگزیدہ حضرات علما میں سے چند بزرگ بھی اگر اس طرف توجہ کریں تو ع

شاید کہ ہمیں بیضہ برآرد پر و بال

اب ہم پھر معیار الحق کے ریویو کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

بقیہ بحث تقلید مباح

یہ تقلید مباح بھی اُن علما کے لئے ہے جو مجتہد نہ ہوں جہلا، عامی اور حرف شناس لوگوں کو اس سے تعلق نہیں ان کو صرف اسی قدر لازم ہے کہ وہ کسی مذہب کے عالم سے بوقت ضرورت مسئلہ پوچھ لیں جو حکم وہ دے اُس کے مطابق عمل کریں۔ ملا علی قاری شرح عین العلم میں لکھتے ہیں۔ "من[عہ] المعلوم ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ ما کلف احداً ان یکون حنفیاً او مالکیاً او شافعیاً او حنبلیاً بل کلفھم ان یعملوا بالسنۃ ان کانوا علماء ویقلدوا علماء ان کانوا جھلاء۔"

اور رد المحتار حاشیہ در المختار میں تو علامہ شامی نے یہاں تک لکھ دیا کہ "عامی کو مذہب سے کیا علاقہ۔ مذہب تو ہوتا ہے اُس کے لئے جس کو کچھ بصیرت مذہب میں ہو کسی عامی کا اپنے کو حنفی یا شافعی کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ اپنے کو نحوی کہے" ع لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔

یہ تقلید بسبب شرط ان کنتم لا تعلمون کے مختص ہے حالت لاعلمی کے ساتھ کیوں کہ جب کسی مسلمان کو قرآن وحدیث سے معلوم ہو گیا کہ نماز پنجگانہ ہر مکلف پر فرض ہے تو وہ اس مسئلہ خاص میں مقلد نہیں رہا کیوں کہ دلیل معلوم ہو گئی اب چاہے وہ زبان سے کہے یا نہ کہے۔ اسی لئے ائمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اُن کے اتباع سے ایسی حالت میں امتناع کی شہادتیں موجود ہیں شیخ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب الرد علیٰ من اخلد الی الارض میں لکھتے ہیں۔ "ھل اباح مالک وابوحنیفۃ والشافعی رضی اللہ عنھم لاحد تقلیدھم حاشا للہ منھم بل انھم قد نھوا عن ذالک ولم یفسحوا لاحد فیہ۔ امام عبدالوہاب شعرانی یواقیت و الجواہر میں لکھتے ہیں۔" وکان الامام احمد یقول لیس لاحد من اللہ و رسولہ کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکاً ولا الاوزاعی ولا النخعی وغیرھم

عہ یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ خدائے پاک نے کسی کو حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہونے کی تکلیف نہیں دی بلکہ علما کو سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا اور جاہلوں کو علما کی تقلید کا ۱۲

وتخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ"
فاضل محب اللہ بہاری مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں۔ العدول عن الدلیل الی التقلید خلاف المعقول کیف وفیہ ریب وقد امرنا بترکہ فی الحدیث المنقول۔
تاج الدین عثمانی جامع الفواد میں لکھتے ہیں من یعمل[1] بقول المجتہدین فھو مثاب فی الدنیا والاٰخرۃ مالم یجد الحدیث الصحیح المتصل الاسناد واذا وجد یعمل بالحدیث۔ اسی قسم کی نہی نکیر مجد الدین فیروزآبادی اور قاضی عضد شارح مختصر الاصول سے بھی منقول ہے مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز اپنی کتاب تفسیر فتح العزیز میں بہ تحت آیۃ لئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم لکھتے ہیں " ازیں آیۃ معلوم شد کہ بعد از وضوح دلائل وسطوح براہین تقلید باطل ست"
اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ عالم بالحدیث کو مسائل منصوصہ میں کسی مجتہد کی تقلید مناسب نہیں اگرچہ اس مجتہد کا قول بھی موافق اس حدیث کے ہو۔
اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں قرآن و حدیث پر عمل کرنا بہت دشوار ہے حالانکہ یہ خیال اُن کا محض بے بنیاد ہے جس پر غور نہیں کیا گیا۔
حافظ الفقہ والحدیث عبد الرحمٰن بن اسمٰعیل ابوشامہ اپنی مقبول کتاب اصول میں فرماتے ہیں۔ وقد حرم[2] الفقہاء فی زماننا النظر فی کتب الحدیث

---

[1] جو مجتہدوں کے قول پر عمل کرے گا وہ دنیا اور آخرت میں ثواب پالے گا مگر جبھی تک ہے کہ حدیث صحیح متصل الاسناد نہیں ملی ہے اور جب مل گئی تو حدیث ہی پر عمل کرتا ہے ۱۲

[2] ہمارے زمانہ کے فقہائے حدیث و آثار کی کتابیں دیکھنی اور اُن کے فقہ اور معانی کی بحث اور اُن کی شرحوں کا مطالعہ حرام کر دیا۔ بلکہ عمر بھر اپنے اگلے فقہاء متاخرین کے قول پر فتوے دیتے ہیں اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ (جو وحی کے وقت موجود تھے اور رسول خدا کو دیکھا تھا اور شریعت کی خوب خوب باتوں کو سمجھتے تھے) کے آثار کو چھوڑ بیٹھے ان لوگوں نے اجتہاد کو حرام ہی کر دیا اور باپ دادوں کے مقلد ہو گئے اور صدر اول کے علما جو نامعلوم حدیث پر عمل نہ کر سکے تو وہ معذور رہتے کیوں کہ اُن دنوں حدیث جمع نہیں ہوئی تھی علما کی زبان سے لوگ سیکھتے تھے اور علما بھی ایک جگہ نہ تھے یہ عذر الحمد للہ کہ اب جاتا رہا کیوں کہ حدیثیں کتابوں میں جمع ہو گئیں اور اُن کے ابواب اور تقسیمیں ہو گئیں اور راہ آسان ہو گئی اور صحت وضعف کا بیان بھی ہو گیا اور جرح و تعدیل اور بیان علل بھی ہو چکا۔ غرض عمل کرنے والے کے لئے (دیکھو صفحہ ۳۱۱)

والآثار والبحث عن فقهها ومعانيها ومطالعة الكتب النفيسة المصنفة فی شروحها وغریبها بل افنوا زمانهم وعمرهم فی النظر فی اقوال من سبقهم من متأخری الفقهاء وترکوا النظر فی نصوص نبیهم المعصوم من الخطاء صلی اللہ علیه وآله وسلم وآثار الصحابة الذی شهدوا الوحی وعاینوا المصطفی صلی اللہ علیه وآله وسلم وفهموا نفائس الشریعة فلاجرم حرم هٰؤلاء رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدین علی الآباء وقد کانت العلماء فی الصدر الاول معذورین فی ترك ما لم یقفوا علیه من الحدیث لکون الاحادیث لم تکن حینئذٍ فیما بینهم مدونة انما کانت تلقی من افواه العلماء وهم یتفرقون فی البلدان وقد زال ذالك العذر ولله الحمد بجمع الاحادیث المجتمع بها فی کتب وبوبوها وتمموها وسهلوا الطریق الیها وبینوا ضعف کثیر منها وصحته وتکلموا فی عدالة الرجال وجرح المجروح وفی علل الاحادیث ولم یدعوا المستعمل ما یتعلق به وفسروا القرآن وتکلموا فی غریبها وفقهها وکل ما یتعلق بهما فی مصنفات عدیدة جلیلة والآلات متهیات لذی طلب صادق وذکاء وفطانة وکذا اللغة وصناعة العربیة کل ذالك فقد حرره اهله وحققوه فالتوصل الی الاجتهاد بعد الجمع والنظر فی الکتب المعتمدة اذا رزق الانسان الحفظ والفهم ومعرفة اللسان اسهل منه قبل ذالك۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں ومن[ہ] اعجب العجائب ان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۰) کوئی علت باقی نہ رہی اور محدثین نے قرآن کی تفسیر اور غرابت اور فقاہت اور اُن کے متعلقات بڑی بڑی کتابوں میں لکھ دئے اور سارے سامان تیار ہوگئے اب طلب صادق اور ذہن و فہم چاہئے ایسا ہی لغت اور علم عربیت اس کے محققین لکھ گئے اب تو اگر خدا نے حافظہ اور فہم اور زباندانی دی ہے تو کتابیں جمع کر کے اور مطالعہ کر کے رتبہ اجتہاد کو پہنچنا پہلے سے بہت آسان ہے ۱۲

[ہ] سب سے بڑھ کر تعجب خیز تو یہ ہے کہ بعض فقہائے مقلدین اپنے امام کی دلیل کا ضعف جانتے ہیں جس کا کوئی جواب اُن کے پاس نہیں ہے اور ساتھ اس کے اُس میں تقلید کئے جاتے ہیں اور جس پر قرآن و حدیث شاہد ہے اُس کو ترک کرتے ہیں۔ اور ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو مستبعد ہیں ۱۲

الفقهاء المقلدين يقف احدهم على اضعف ماخذ امام بحيث لا يجد لضعفه من فعا وهو مع ذلك يقلده فيه ويترك من شهد له الكتاب والسنة ويتاولها بالتاويلات البعيدة۔

قسم ثالث تقلید شخصی کی جو واجب سمجھ کر کی جاوے وہ بدعت اور حرام ہے مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں۔ ولو[۱] التزم مذهبا معينا اى عهد من عند نفسه انه على هذا المذهب كمذهب ابى حنيفة اوغيره من غيران يكون هذا الالتزام بمعرفة دليل كل مسئلة مسئلة وظنه راجحا على دلائل المذاهب الاخير المعلومة مفصلا بل انما يكون العهد من نفسه بظن الفضل به اجمالا ولسبب اخر فهل يلزم الاستمرار عليه ام لا فقيل نعم يجب الاستمرار ويحرم الانتقال من مذهب الى آخر حتى شدد بعض المتاخرين المتكلفين وقالوا الحنفى اذا صار شافعيا يعذر وهذا التشريع من عند انفسهم لان الالتزام لا يخلوا عن اعتقاد عليه

[۱] جس نے ایک مذہب کا التزام کیا یعنی جی میں عہد کیا کہ وہ اس مذہب پر رہے گا جیسے ابو حنیفہ کا مذہب یا اور کسی کا اور یہ عہد اس نے اس وجہ سے نہیں کیا کہ اس مذہب کے ہر مسئلہ کو بدلیل سمجھا اور دوسرے مذہبوں سے راجح گمان کیا بلکہ یہ عہد صرف حسن ظن پر مبنی تھا تو کیا ایسے شخص پر ضرور ہے اس عہد کا قائم رکھنا یا نہیں اس سوال کے جواب میں بعض نے کہا ہے ہاں اس عہد پر قائم رہنا واجب ہے اور دوسرا مذہب اختیار کرنا حرام ہے اور بعض متاخرین کا تو یہ تشدد ہے کہ اگر حنفی شافعی ہو جاوے تو قابل تعزیر ہے یہ اُن کی من گھڑی شریعت ہے اس بناپر کہ وہ عہد بنا بر اعتقاد حقیت اس مذہب کے ہوگا تو نہیں چھوڑ سکتا۔ ہم اس کو نہیں تسلیم کرتے کیوں کہ بعض اوقات اب بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص دو امر متساوی میں سے کوئی امر اس لئے اختیار کر لیتا ہے کہ فی الحال اُس کی سمجھ میں وہی بات آئی یا اس لئے کہ دفع حرج ہو جاوے اور اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے تو یہ اعتقاد کسی دلیل شرعی سے پیدا نہیں ہوا بلکہ یہ معتقد کی ذاتی ہوس ہے اور ہوس پر قائم رہنا واجب نہیں اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اُس پر قائم رہنا واجب نہیں ہے بلکہ اُس سے انتقال کرنا صحیح ہے اور یہی مذہب حق ہے اور اسی پر اعتقاد رکھنا چاہیئے ہاں البتہ یہ انتقال از راہ بازی نہ ہو کیوں کہ بازی ولہو قطعاً حرام ہے مذہب میں ہو یا غیر مذہب میں۔ اور واجب تو وہی ہے جس کو اللہ جل شانہ نے واجب کیا اور حکم اسی کا ہے اور اُس نے کسی فرد بشر پر یہ واجب نہیں کیا کہ ائمہ میں سے کسی کا مذہب وہ ضرور اختیار کرے پس اس کو واجب کرنا ایک جدید شریعت قائم کرنا ہے اور اس پر استدلال یوں کرنا چاہیئے کہ علما کا اختلاف از روے نص رحمت اور خلق اللہ کے حق میں رفاہ ہے اگر کسی مذہب کا التزام کرے تو یہ تشدد ہے ۱۲

الحقیہ فیہ فلا یترک قلنا لا نسلم ذالک فان الشخص قد یلتزم من المتساویین امرا لتفقدہ لہ فی الحال ودفع الحرج عن نفسہ ولو سلم فھذا الاعتقاد لم ینشاء بدلیل شرعی بل ھو ھوس من ھوسیات المعتقد ولا یجب الاستمرار علی ھوسہ فافہم وتثبت وقیل لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وھذا ھو الحق الذی ینبغی ان یومن ویعتقد بہ لاکن لا ینبغی ان یکون الانتقال للتلھی فان التلھی حرام قطعا فی المذھب کان اوفی غیرہ اذ لا واجب الا ما اوجب اللہ تعالٰی والحکم لہ ولم یوجب علی احد ان یتمذھب بمذھب رجل من الائمۃ فایجابہ تشریع شرع جدید ولک ان یستدل علیہ بان اختلاف العلماء رحمۃ بالنص وترفیہ فی حق الخلق فلو الزم العمل بمذھب کان ھذا نقمۃ وشدۃ"

خاتم الولایۃ المحمدیہ شیخ اکبر۔ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں اذا صح[ع] الحدیث وعارضہ قول صاحب او امام فلا سبیل الی العدول عن الحدیث و یترک قول ذالک الامام والصاحب للخبر ثم قال ولا یجوز ترک آیۃ او خبر بقول صاحب او امام ومن یفعل ذالک فقد ضل ضلالا مبینا وخرج عن دین اللہ۔

شیخ المشائخ محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں۔ کہ فکر کرو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی حدیث میں اور فریب مت کھاؤ کسی قول ضعیف یا قوی سے یعنی حدیث کے مقابل اور مخالف کسی کا قول مت مانو۔

ان سب تحریروں سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ واجب سمجھ کر تقلید شخصی کرنی نئی شریعت گھڑنی ہے پھر بدعت میں اس سے زیادہ ہوتا ہی کیا ہے۔

قسم رابع تقلید کی شرک ہے جو قرآن وحدیث صحیح کے مقابل کی جائے۔

[ع] جب حدیث صحیح مل جاوے اور کسی صاحب یا امام کا قول اس کے معارض ہو تو حدیث کے چھوڑنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور اس امام اور اس شخص کے قول کو حدیث کے مقابل میں چھوڑ دینا چاہئے اور پھر فرماتے ہیں کہ کسی آیۃ یا کسی حدیث کا چھوڑنا اور کسی امام یا کسی صاحب کے قول پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا وہ صاف صاف گمراہ ہوا اور اللہ کے دین سے نکل گیا ۱۲

ہر چند یہ بحث اصل کتاب معیار الحق میں دیکھے بغیر پوری طرح ذہن نشین نہیں ہوسکتی اور سوانح نگار اگر اس کو ناظرین کے ذہن نشین کرانا چاہے تو کتاب کا معتدبہ حصّہ اُس کو نقل کرنا پڑے گا مگر بمصداق مالایدرک کلہ لایترک کلہ اُن بعض بعض حوالوں کا نقل کردینا خالی از دلچسپی نہیں ہے جو محققین کی کتابوں سے دیا گیا ہے۔

اِس دعوے کے ثبوت میں حجۃ اللہ البالغہ، عقد الجید جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ تفسیر فتح العزیز جناب شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تنویر العینین جناب مولانا شہید کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ پھر تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ حنفی مجددی پانی پتی کی یہ عبارت نقل کی ہے۔ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرك شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ الآیۃ ومن ھھنا یظھر انه اذا صح عند احد حدیث مرفوع من النبی صلعم سالما عن المعارضة ولم یظھر به ناسخ وکان فتوے ابو حنیفۃ رح مثلا خلافه وقد ذھب علی وفق الحدیث احد من الائمة الاربعۃ یجب علیه اتباع الحدیث الثابتة ولا یمنعه الجمود علی مذھبه من ذالك لان لا یلزم اتخاذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔

صاحب ہدایہ امام زندویسی کی کتاب روضۃ العلماء سے نقل کرتے ہیں ؏ انه یعنی ابا حنیفة سئل اذا قلت وکتاب اللہ یخالفه قال اترکوا قولی

؏ تم کہو اے کتاب والو ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یعنی ہم نہ پوجیں کسی کو سوا اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اُس کا کسی شے کو اور آپس میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائیں الآیۃ اِس سے ظاہر ہوا کہ کسی شخص کو آنحضرت صلعم کی کوئی حدیث مرفوع مل جائے اور وہ معارضہ سے بچی ہوئی ہو اور اُس کا کوئی ناسخ بھی نہ ہو اور مثلاً امام ابو حنیفہ رح کا فتوے اس حدیث کے خلاف ہو اور آئمہ اربعہ میں سے کسی کا مذہب اُس حدیث کے موافق ہو تو اُس شخص پر اس حدیث کی اتباع واجب ہے اُس کو چاہئے کہ وہ اپنے مذہب پر نہ اڑا رہے تاکہ اتخاذ اربابا من دون اللہ لازم نہ آوے ۱۲

؏ امام ابو حنیفہ رح سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کسی مسئلہ میں کچھ فرمایا اور کتاب اللہ اُس کے مخالف ہو تو کیا کرنا چاہئے اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمارے قول کو چھوڑ دو اور کتاب اللہ پر عمل کرو پھر اُس شخص نے پوچھا اگر رسول اللہ صلعم کی حدیث اس کے مخالف ہو تو کیا کریں کہا حدیث کے مقابلہ میں ہمارے قول کو چھوڑ دو پھر اُس نے پوچھا اگر صحابہ کا قول آپ کے قول کے مخالف ہو کہا صحابہ کے قول کے مقابلہ میں ہمارے قول کو چھوڑ دو ۱۲

بکتاب اللہ وقیل اذا کان خبر الرسول صلعم یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول صلعم قیل اذا کان قول الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابۃ۔

مدخل میں بیہقی نے لکھا ہے قال عبد اللہ بن مبارک[ع] سمعت ابا حنیفۃ اذا جاء عن النبی صلعم فعلی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب النبی صلعم نختار قولھم واذا جاء عن التابعین نزاحمناھم۔

یواقیت و الجواہر میں امام شعرانی فرماتے ہیں وکان امام مالک[رح] یقول[ع] ما من احد الا وماخوذ من کلامہ ومردود علیہ ھو الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

صاحب نہایہ امام الحرمین کا قول نقل کرتے ہیں قال الشافعی[س] اذا بلغکم خبر صحیح یخالف مذھبی فاتبعوہ واعلموا انہ مذھبی۔

اور امام احمد بن حنبل کا قول تو پہلے ہی گذر چکا لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام الخ

امام شعرانی نے اپنی کتاب مشارق الانوار القدسیہ میں علی نبتی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو حدیث صحیح کے مقابل میں کسی رائے کی پیروی کرنے سے یہ کہہ کر کہ میرے امام کا قول ہے کیوں کہ ان سب ائمہ نے اپنی برأت کرلی ہے ایسے اُس قول سے کہ جب وہ مخالف ہو صریح سنت کے پھر جب تم مقلد ہو اُن اماموں کے تو اس قول میں اُن کی تقلید کیوں نہیں کرتے"

حافظ ابو محمد ابن حزم اپنی کتاب نبذ الکافیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایسی تقلید کے حرام ہونے پر اجماع ہے کل صحابہ کل تابعین اور کل تبع تابعین کا کہ تمام اقوال پر امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد کے آدمی عمل کرے اور اُن کے اتباع کے

[ع] عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ ہم نے امام ابو حنیفہ رح کو یہ کہتے سُنا کہ رسول اللہ صلعم کی باتیں تو ہماری سر آنکھوں پر ہیں اور صحابہؓ کی باتیں مختار ہیں اور تابعین کی باتوں میں البتہ مزاحمت ہے ۱۲

[ع] امام مالک رح فرماتے تھے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کا بعض کلام مقبول اور بعض مردود نہ ہو سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۱۲

[س] امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ جس وقت تم کو کوئی حدیث صحیح مل جائے جو ہمارے مذہب کے مخالف ہو تو حدیث ہی پر عمل کرو اور سمجھ لو کہ وہی ہمارا بھی مذہب ہے ۱۲

قول کے مقابل میں بھی کسی دوسرے کا قول نہ مانے اور نہ قرآن و حدیث ہی پر اعتماد کرے تو ایسا کرنے والا یقینی مخالف ہے اجماع اُمت اوّلین اور آخرین کا۔

مگر شاہ ولی اللہ صاحب عقد الجید میں اس قول کی نسبت فرماتے ہیں کہ ابن حزم کا یہ قول تمام ہوتا ہے اُس کے حق میں جو کچھ بھی اجتہاد کر سکتا ہے وہ اجتہاد اگرچہ ایک ہی مسئلہ میں ہو اور اُس کے حق میں جس پر صاف صاف ظاہر ہو جائے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کام کے لئے حکم دیا ہے اور اس سے منع کیا ہے اور وہ منسوخ نہیں ہے چاہے یہ بات تتبع احادیث اور اقوال مخالف و موافق سے ثابت ہو جائے چاہے اُس پر غور کرنے سے کہ علمائے متبحرین کا ایک جم غفیر اِس طرف گیا ہے اور مخالف کے پاس سوائے قیاس اور استنباط کے کوئی دوسری سند نہیں ہے تو ایسی حالت میں مخالفت حدیث کے لئے کوئی وجہ نہیں ہوسکتی ہے سوائے نفاق خفی اور حماقت جلی کے اس کے سوا شیخ ابن الہمام حنفی، علامہ ابن امیر حاج، علامہ سید بادشاہ، شیخ ابن الحاجب، قاضی عضد الملۃ، محب اللہ بہاری، بحر العلوم، فاضل قندھاری اور ان کے سوا بہتیرے علمائے سلف اور خلف کا قول ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کو حکم نہیں دیا کہ ائمہ مجتہدین میں سے ایک ہی امام کی تقلید کرے۔

امام شعرانی لکھتے ہیں کہ "علمائے مذاہب کا بڑا گروہ عمل کرتا اور فتوے دیتا تھا مذاہب مختلفہ پر بغیر التزام کسی مذہب معین کے زمانہ اصحاب مذاہب سے اپنے زمانہ تک اور یہ طریقہ علماء متقدمین و متاخرین میں برابر جاری رہا اس طرح پر کہ وہ متفق علیہ اور سبیل مؤمنین ٹھیر گیا۔ جس کا خلاف صحیح نہیں ہے"

محقق ابن الہمام حنفی تحریر میں فرماتے ہیں "لا یرجع عما قلد فیہ اتفاقاً وھل یقلد غیرہ فی غیرہ المختار نعم للقطع بانھم کانوا یستفتون مرۃً واحداً ومرۃً غیرہ غیر ملتزمین مفتیاً واحداً فلو التزم مذھباً معیناً کابی حنیفۃ والشافعی فقیل یلزم وقیل لا وقیل مثل من لم یلتزم وھو الغالب علی الظن"

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ جس مسئلہ میں کوئی تقلیداً عمل کرچکا ہے تو اُس سے رجوع نہ کرے رہی یہ بات کہ دوسرے مسئلہ میں دوسرے کی تقلید کرے یا نہ کرے تو مختار

یہی ہے کہ کرے کیوں کہ یہ امر یقینی ہے کہ پہلے لوگ ایک مرتبہ ایک عالم سے پوچھتے تھے دوسری بار دوسرے سے بغیر التزام کسی مفتی کے پھر اگر کوئی شخص التزام کرے کسی مذہب معین کا مثل ابی حنیفہ اور شافعی کے تو اس خصوص میں تین اقوال ہیں:۔

(۱) التزام لازم ہے (۲) نہیں لازم ہے (۳) التزام اور عدم التزام دونوں برابر ہیں اور یہی بات جی کو لگتی ہے۔

فائدہ جس مسئلہ میں کوئی تقلیداً عمل کر چکا ہے اُس سے رجوع نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اُسی مسئلہ میں دوسرے حادثہ میں دوسرے وقت بھی رجوع نہ کرے جیسا کہ **سید علی** سمہودی، **سید زین العابدین**، **سید احمد طحطاوی**، **سید بادشاہ** شارح تحریر اور **فاضل قندھاری** نے **مغتنم الحصول** میں نہایت ہی پُرزور دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اور ایسا ہی **شرح تحریر** مختصر الشرح ابن امیر حاج **تجیر** شرح تحریر **مختصر الاصول** شیخ ابن الحاجب مالکی، **شرح مختصر** عضد الملۃ والدین شافعی **مسلم الثبوت** ملا محب اللہ بہاری **تقریر الاصول** صاحب **عنایہ** حاشیہ ہدایہ **عقد الفرید** ملا **حسن شرنبلالی حنفی** اور **طوالع الانوار** حاشیہ در المختار **ملا عابد سندھی** میں اور مولانا **بحر العلوم** شرح **مسلم الثبوت** اور نیز شرح تحریر میں لکھتے ہیں "اعلم انک قد علمت ان التکلیف من الشارع لیس الا العمل بفتوے مجتهد علی التخییر وتخصیص العمل بفتوی مجتهد دون مجتهد تحکم لا یلتفت الیہ بل هو تغیر لحکم الشارع من دون برهان وحجر رحمة الله الواسعة"[عہ]

ملا علی قاری اپنی کتاب "**سم القوارض**" میں فرماتے ہیں "لا یجب[عہ] علی احد من هذه الامة ان یکون حنفیا او شافعیا او مالکیا او حنبلیا بل یجب

عہ اِس سے معلوم ہوگیا کہ شارع نے کسی مجتہد کے فتوے پر عمل کرنے کی تکلیف بحسب تخییر دی ہے اور کسی ایک مجتہد کے فتوے پر عمل کی تخصیص تو تحکم ہے اس کی طرف ملتفت نہ ہونا چاہیئے بلکہ وہ تو حکم شارع کے خلاف بغیر برہان بات ہے اور رحمت الٰہی سے کنارہ کشی کرنی ہے ۱۲

عہ اِس امت میں سے کسی پر یہ واجب نہیں کہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی ہو بلکہ لوگوں پر یہ واجب ہے کہ اگر وہ خود مجتہد نہ ہوں تو اُن بڑے لوگوں میں سے کسی کی تقلید کر لیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فاسئلوا اهل الذکر الخ اور بعض مشائخ کا یہ قول ہے کہ جس نے کسی عالم کی پیروی کی وہ سالم رہا ۱۲

علی آحاد الناس اذا لم یکن مجتہدا ان یقلد احدا من ھؤلاء الاعلام لقولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون و یقول بعض مشائخنا من تبع عالما لقی سالما"

مولانا حیدر علی ساکن ریاست ٹونک شاگرد رشید جناب مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے رسالہ "صیانۃ الاناس" میں لکھتے ہیں کہ قید ایک مذہب کی اکثر لوگوں کے حق میں اکثر احوال میں اولیٰ اور مستحسن بلکہ ضرور ہوتی ہے کیوں کہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہے لیکن ہر شخص کے واسطے ضرور نہیں جس کو اللہ تعالیٰ مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیوں تقلید کرے پھر تقلید ایک شخص معین کی اس پر اگر کوئی دلیل ادلہ شرعیہ اربعہ سے ہو تو لاؤ تقلید تو بے علم کے لئے ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

سید شریف حاشیہ حکمۃ العین میں لکھتے ہیں۔ کہ اولاد رسول ایک صلبی ہیں جن کو سادات کہتے ہیں اُن پر صدقہ حرام ہے اور دوسری اولاد روحی علماء عظام ہیں جن پر دوسرے عالم کی تقلید حرام ہے کیوں کہ وہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے دوسرے عالم کا۔

اسی عدم وجوب تقلید معین کے سبب علماء حنفیہ عراق اور ماوراء النہر نے زوج مفقود کے باب میں زوجہ کے نکاح ثانی کر لینے کا فتوےٰ امام مالکؒ اور شافعیؒ کے قول پر دیا۔

اور علماء حنفیہ خوارزم نے قرأت غلط کے مسئلہ میں امام شافعی کے مذہب پر فتوےٰ دیا اور اُس پر طرہ یہ کیا کہ جب اُن سے کہا گیا کہ شافعی کا مذہب سورۂ فاتحہ کے سوا دوسری سورتوں اور آیتوں کے بارے میں ایسا ہے کہ قرأت غلط سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ تو جواب میں علماء حنفیہ نے کہا کہ ہم نے اُن کے مذہب سے صرف اطلاق کو لے لیا اور تقیید کو چھوڑ دیا۔

ناظرین انصاف کریں کہ یہ کس قسم کی تقلید ہوئی نہ پوری امام اعظم کی نہ پوری امام شافعی کی تحلیف شہود کے مسئلہ میں متاخرین احناف کرام نے چاروں مذہب کے خلاف ابن ابی لیلیٰ کے مذہب پر فتوےٰ دیا۔

مجموع النوازل میں منقول ہے کہ شیخ الاسلام عطاء ابن حمزہ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص اگر اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح بشہادت فساق کسی نابالغ لڑکے سے کردے تو بسبب شہادت فساق ابطال نکاح کے لئے کیا حنفی مذہب کا قاضی شافعی المذہب قاضی کے پاس اس مقدمہ کو بھیج سکتا ہے ؟ کہ وہ نکاح کو باطل کردے فرمایا کہ "ہاں جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ حنفی قاضی خود ہی اُس نکاح کو باطل کردے بموجب مذہب شافعی کے اگرچہ وہ حنفی ہے"

امام سید شریف علی سمہودی نقل کرتے ہیں کتاب حازم سے کہ ایک مرتبہ امامت نماز جمعہ میں ابو الطیب طبری تکبیر تحریمہ کہنا چاہتے تھے کہ اُن پر ایک چڑیا نے بیٹ کردی امام موصوف یہ کہہ کر کہ ہم اس وقت حنبلی ہیں تکبیر کہہ کر نماز شروع کردی حالاں کہ وہ تھے شافعی المذہب جس مذہب میں اجتناب کیا جاتا ہے چڑیوں کی بیٹ کے پڑ جانے سے۔

پھر امام موصوف ہی ایک دوسری حکایت بیان کرتے ہیں کہ قاضی ابو عاصم عامری حنفی مغرب کی نماز کے وقت قفال شافعی کی مسجد میں نماز کو گئے تو قفال نے انہیں کو امام بنایا اور موذن کو حکم دیا کہ تکبیر میں دو دو کلمے کہے مطابق مذہب حنفی کے خلافاً للشافعی ابو عاصم قاضی حنفی امام نے قرأت میں بسملہ بھی بجہر پڑھا اور رفع یدین وغیرہ شافعی مذہب کے مطابق کیا۔

خاکسار مولف کہتا ہے کہ یہ ہیں اسلام کے برکات اور بغیر لوث نفسانیت کے سچی مسلمانی نہ یہ کہ امامت اور دخل یابی مسجد کے لئے اہل حدیث اور مقلدین آپس میں ہمیشہ دست وگریباں رہیں اور مقدمہ جائے بنگالی بابوؤں اور انگریز صاحبوں کے پاس فیصلہ کے لئے جس میں فریقین سے انواع منکرات کا صدور ہو۔

ت (۹) کسی کا اپنے کو محمدی کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ معتزلہ اپنے کو اہل توحید کہتے ہیں۔

م (۹) غلط بلکہ وہ اہل سنت وجماعت ہے چنانچہ مولانا حیدر علی ساکن ریاست ٹونک تلمیذ رشید مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے پاس کسی نے ایک استفتا بھیجا تھا جس کا سوال یہ تھا کہ "جو مومن باللہ والرسول بلا تقلید کسی مذہب کے

مذاہب اربعہ میں سے احکام شرعیہ کی اتباع کرتا ہے اور اپنے کو محمدی کہتا ہے اور ائمہ اربعہ وغیرہم ائمہ اہل سنت کو بھی حق پر سمجھتا ہے وہ سنی مومن صحیح الایمان ہے یا نہیں؟
اس کا **جواب** جو آپ نے لکھا ہے اُس پر سارے علماء نامی ریاست
ٹونک کی مہریں موجود ہیں۔

جواب "کسی خاص مجتہد کی تقلید واجب نہیں ہے اور جو تعین کسی مجتہد کی نہیں کرتا وہ گمراہ نہیں ہے ایسے شخص کو کافر یا مشرک کہنا حسب ارشاد نبوی صلعم جائز نہیں بلکہ کہنے والا کافر ہوتا ہے۔ صحیح بخاری، ترمذی اور طبرانی میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ کوئی شخص اگر اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو وہ کفر دونوں میں سے ایک کی طرف رجوع کرے گا اگر فی الحقیقت وہ کافر ہے جس کو کافر کہا ہے تو اُس کی طرف ورنہ کہنے والے کی طرف۔ صحابہ کرام میں سے معدود چند صحابہ مجتہد تھے اور باقی سب مقلد مگر کسی ایک صحابی مجتہد کی تقلید وہ لوگ نہیں کرتے تھے اور تقلید مجتہد معین کو واجب و لازم نہیں جانتے تھے کیوں کہ یہ امر خود اجماع صحابہ کے خلاف تھا اسی لئے ہر مسلمان اتباع احکام شرعیہ اور اخذ میں اُس کے مجاز ہے کہ جس مجتہد سے چاہے لے بلا تقلید کسی مذہب کے مذاہب اربعہ میں سے اور یہ جائز ہے باجماع صحابہؓ پس منکر اور مخالف اس کا منکر اور مخالف ہے اجماع صحابہ کا۔ پھر جو لوگ کہ باوجود بے علمی کے اپنے کو اہل علم میں شمار کرتے ہیں اُنہوں نے لامذہب کے جو معنے قرار دے رکھے ہیں وہ معنی تو اکثر صحابہ میں باعتبار عمل کے اور کل صحابہ میں باعتبار اعتقاد کے متحقق تھا۔

متاخرین حنفیہ نے تحلیف شہود میں ابن ابی لیلیٰ کا مذہب اختیار کیا حالاں کہ تحلیف شہود چاروں مذہب میں ناجائز ہے تو اُن لوگوں کی نسبت جن کا ذکر اوپر ہوا لامذہب کا لفظ کہدینا نعوذ باللہ منہا ایسی جرح و قدح ہے جو صحابہ کرام مفتیان اور قضاۃ علماء متاخرین حنفیہ پر ہوتی ہے۔

میں خود حنفی مذہب کا مقلد ہوں اگر کوئی اس مذہب پر طعن کرے تو میں سینہ سپر ہو کر کلہ بہ کلہ جواب دینے کو موجود ہوں لیکن حق بات کے کہنے سے چارہ نہیں ہے الساکت عن الحق شیطان اخرس عوام اور اُمیوں کو تو شیطان اپنے دام

فریب میں لاتا ہی ہے اہل علم کے ساتھ دوسرا کھیل کھیل جاتا ہے اور اُن میں سے کوئی تو محدثین کے ساتھ بے ادبی کرتا ہے اور کوئی مجتہدین کے ساتھ نعوذ باللہ منہا"

اِس کے بعد شیخ لکھتے ہیں کہ منصف مزاج مقلدین کے لئے اس قدر سند اور دلائل کی نقل کافی ہے اور متعصبین کے لئے سب بیکار مگر اہل بصیرت جو قرآن و حدیث کے سمجھنے کا قصد رکھتے ہیں اور اُسی کو مقصود اصلی اور کافی سمجھتے ہیں اُن کے لئے دلائل شرعیہ کا بیان کر دینا ضرور ہے۔ پہلی دلیل قول اللہ تعالیٰ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا اور اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم الآیہ اس کے بعد چھ مقدمے ممہد کئے ہیں۔

(۱) جو شے واجب ہو بحکم الٰہی اُس کا ترک حرام ہے۔

(۲) ائمہ اربعہ کے مذاہب حق ہیں علی سبیل الدوران یعنی حق دائر ہے درمیان چار کے۔ یہ مقدمہ جمہور کے نزدیک مسلم ہے۔

(۳) بعض ائمہ کا کسی حدیث کو ترک کرنا اُن کی تحقیق کی فرع ہے کہ اپنے نزدیک بخیال نسخ یا ضعف قابل عمل نہیں سمجھا نہ یہ کہ قابل عمل سمجھ کر ترک کر دیا حاشا اللہ عنہم۔

(۴) جو مقلد محض حدیث کو قبول نہ کرے تو یہ ترک حدیث ہوگا نہ فرع تحقیق مثل ائمہ اربعہ کے

(۵) متعصبین احادیث میں تاویل اور نسخ و ضعف کا دعوے بے دلیل جو محض بہ پابندی قول امام کرتے ہیں اُن کی حالت اُن ائمہ کے مشابہ نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ خالصاً لتحقیق دین اللہ یا جمعاً بین الادلہ ایسا کرتے تھے اور یہ مراعاۃً لقول الامام کرتے ہیں۔

(۶) مقلدین ائمہ کو لازم ہے کہ چاروں اماموں کو برابر سمجھیں۔

بعد اس کے ان مقدمات پر نہایت مفصل اور معقول بحث کر کے اپنے دعویٰ کو نہایت ہی لاجواب دلائل اور اسناد کتب معتبرہ اہل مذاہب سے ایسا ہی ثابت کیا ہے جس کی اُمید مولف معیار الحق سے کی جا سکتی ہے اور آخر میں لکھتے ہیں کہ میں نے عدم التزام مذہب معین کو ثابت کر دیا چار دلائل اور پینتیس ۳۵ روایات سلف و

خلف سے جو سب مدلل بدلائل ہیں اور نیز اجماع امت سے۔ اور عدم وجود دلیل وجوب تعیین کو عموم آیۃ قرآنی اور قواعد اصولیہ اجماعیہ سے۔

خاکسار سوانح نگار بعض عبارتیں **فتوحات مکیہ** حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی (جن کی نسبت مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھتے ہیں خاتم الولایۃ المحمدیہ قال فی الفتوحات المکیہ) جو مناسب محل اور نہایت ہی دلچسپ ہیں اپنی طرف سے ایزاد کرتا ہے۔

جلد ثالث صـ۳۰۷ مطبوعہ مصر

الباب الثامن عشر وثلث مائة فی معرفة منزل نسخ الشریعة المحمدیة الخ

عـہ "فلیعلم ان الشیطان قد مکّنه الله من حضرة الخیال وجعل له سلطاناً فیها فاذا رای ان الفقیه یمیل الی هوی یعرف انه یرضی عند الله زین له سوء عمله بتاویل غریب یمهد له فیه وجها یحسنه فی نظره ویقول له ان الصدر الاول فدانوا الله بالرای وقاس العلماء فی الاحکام واستنبطوا العلل للاشیاء فطردوها وحکموا فی المسکوت عنه بما حکموا به فی المنصوص علیه للعلة الجامعة بینهما والعلة من

عـہ معلوم ہے کہ شیطان کو اللہ نے عالم خیال پر قدرت اور اس میں اس کو غلبہ عطا فرمایا پھر جب اس نے یہ دیکھا کہ فقیہ کا میلان حرص وہوا کی طرف ہو اور سمجھتا ہے کہ اللہ ہم سے راضی ہے اس کے اعمال سیہ کو عجیب وغریب تاویلات ووجوہات ممہد کرکے اس کی نگاہ میں حسن کر دکھاتا ہے اور یہ وسوسہ دل میں ڈالتا ہے کہ صدر اول کے علما تو اپنی رائے ہی سے اللہ تک پہنچے اور علما نے احکام میں قیاس سے کام لیا اور ہر شے کے لئے علت نکالی اور اس کو جاری کیا اور مسکوت عنہ پر وہی حکم لگایا جو منصوص علیہ کا حکم تھا کیوں کہ دونوں میں ایک ہی علت پائی جاتی ہے حالاں کہ وہ علت شیطانی ہی کے استنباطات سے ہوتی ہے۔ جب یہ صورتیں قائم ہو گئیں تو فقیہ اپنی لذات نفسانی کے حصول کی طرف مائل ہوتا ہے اور اپنے زعم باطل میں کوئی وجہ شرعی قائم کر لیتا ہے اور اپنے ہر امر میں ہوائے نفس کی پیروی یوں ہی کرتا چلا جاتا ہے۔ احادیث نبویہ کو رد کرتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی اور اگر حدیث صحیح ہوئی تو کہتا ہے کہ اس حدیث کی ناسخ اور معارض کوئی دوسری حدیث نہ ہوتی تو حضرت امام شافعیؒ ضرور اس کا ذکر فرماتے اگر یہ فقیہ شافعی ہے اور اگر حنفی ہے تو یوں کہتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ ضرور اس کا ذکر فرماتے اور ان ائمہ کے اتباع کے اقوال اسی قسم کے ہوا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حدیث اور اس پر عمل کرنا فضول ہے اور ان ائمہ اور ان کے امثال کی تقلید واجب ہے اور اگر ان کے اقوال احادیث کے معارض ہوں تو ان کے اقوال ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور حدیث اور کتاب اور سنت کو ترک کر دینا چاہئے ۱۲

استنباطه فاذا مهد له هذا السبيل جنح الى نيل هواه وشهوته بوجه شرعي في زعمه فلا يزال هكذا افعله في كل ماله او لسلطانه فيه هوى نفس ويرد الاحاديث النبوية ويقول لو ان هذا الحديث يكون صحيحاً وان كان صحيحاً يقول لو لم يكن له خبر آخر يعارضه وهو ناسخ له لقال به الشافعي ان كان هذا الفقيه شافعياً او قال به ابو حنيفة ان كان الرجل حنفياً وهكذا اقول اتباع هؤلاء الائمة كلهم ويرون ان الحديث والاخذ به فضله وان الواجب تقليد هؤلاء الائمة وامثالهم فيما حكموا وان عارضت اقوالهم الاخبار النبوية فالاولى الرجوع الى اقاويلهم وترك الاخذ بالاخبار والكتاب والسنة فان قلت لهم[ع] قد روينا عن الشافعي رحمة الله انه قال اذا اتاكم الحديث يعارض قولي فاضربوا بقولي الحائط وخذوا بالحديث فان مذهبي الحديث وقد روينا

ع جب ان سے میں نے یہ کہا کہ شافعیؒ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا جب تم کو کوئی ایسی حدیث مل جائے جو ہمارے قول کے معارض ہو تو ہمارے قول کو دیوار پر دے مارو اور حدیث پر عمل کرو کیوں کہ ہمارا مذہب حدیث ہی ہے اور امام ابو حنیفہ رح سے میں نے روایت کیا کہ اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ہمارے کلام سے جس نے فتوے دیا اگر وہ ہماری دلیل نہیں جانتا تو اُس پر فتوے حرام ہے اور ابو حنیفہ رح سے جو کچھ میں نے روایت کیا وہ حنفیوں ہی کے طریقہ پر اور شافعی سے شافعیوں ہی کے طریقہ پر اور اسی طرح امام مالکؒ اور امام حنبلؒ سے اُن کے اتباع ہی کے طریقہ پر روایت کیا اور جب ان کو بولنے کی جگہ نہ رہی تو بھاگ کھڑے ہوئے اور چپ ہو رہے اور مشرق اور مغرب میں مجھ کو بار ہا ان کے ساتھ اس کا اتفاق ہوا۔ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس امام کے مذہب پر ہو وہ اپنے زعم باطل میں سمجھ رہا ہے وہ فی الحقیقت اس کے مذہب پر ہو پس جس دم سے شریعت تو گئی گذری گرچہ صحاح ہی کی حدیثیں کیوں نہ ہوں کیوں کہ صحاح کی حدیثیں تو کتابوں میں لکھی ہوئی موجود ہیں اور کتب تواریخ جرح و تعدیل سے بھری ہوئی ہیں اور اسانید میں کوئی تغیر و تبدل ہوا نہیں یہ تو ما نا لیکن جب اس پر لوگوں نے عمل ہی کرنا چھوڑ دیا اور اپنی رائے کو دخل دینے لگے اور متقدمین کے فتاویٰ کا اپنے کو خوگر بنا لیا حالانکہ احادیث صحیحہ ان کے معارض ہیں تو حدیثیں جیسی رہیں ویسی نہ رہیں کیوں کہ اُن کے نزدیک تو حدیثوں کا کوئی حکم ہی باقی نہ رہا اب اس سے بڑھ کر اور کیا نسخ ہوگا اور اگر ان میں سے کسی شخص کے ساتھ اس باب میں گفتگو کرو تو کہے گا کہ یہی ہمارا مذہب ہے حالاں کہ خدا کی قسم وہ جھوٹا ہے کیوں کہ صاحب مذہب نے تو یہ کہا کہ اگر حدیث ہمارے کلام کے معارض ہو تو حدیث ہی کو لو اور ہمارے کلام کو کوڑے میں ڈال دو کیوں کہ ہمارا مذہب حدیث ہی ہے پس ازروے انصاف امام شافعیؒ کے مذہب پر تو وہ شخص ہے جو اُن کے کلام کو حدیث معارض کے مقابلہ میں ترک کر دے اللہ ان سب سے مواخذہ کرے گا ۱۲

عن ابی حنیفة انه قال لاصحابه حرام علی کل افتیٰ بکلامی ما لم یعرف دلیلی وما روینا شیئاً من هذا عن ابی حنیفة الا من طریق الحنیفیین ولا عن الشافعی الا من طریق الشافعیه وکذالک المالکیة والحنابلة فاذا ضایقتهم فی مجال الکلام هربوا وسکتوا وقد جریٰ لنا هذا معهم مراراً بالمغرب وبالمشرق فما منهم احد علیٰ مذهب من یزعم انه علی مذهبه فقد انتسخت الشریعة بالاهواء وان کانت الاخبار انه الاحادیث الصحاح فالاحادیث الصحاح موجودة مسطرة فی الکتب الصحاح وکتب التواریخ بالتجریح والتعدیل موجودة والاسانید محفوظة مصئونة من التغییر والتبدیل ولکن اذا ترک العمل بها واشتغل الناس بالرای ودانوا انفسهم بفتاوی المتقدمین مع معارضة الاخبار الصحاح لها فلا فرق بین عدمها ووجودها اذ لم یبق لها حکم عندهم وای نسخ اعظم من هذا واذا قلت لاحدهم فی ذالک شیئاً یقول لک هذا هو المذهب وهو واللہ کاذب فان صاحب المذهب قال له ان عارض الخبر کلامی فخذ بالحدیث واترک کلامی فی الحش فان مذهبی الحدیث فلو انصف لکان علی مذهب الشافعی من ترک کلام الشافعی للحدیث المعارض فاللہ یاخذ بید جمیع۔"

پھر جلد رابع فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ مصر وصیتہ واللہ ای

عه جس بات کی تم کو وصیت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر تم عالم ہو تو دلیل سے جو ثابت ہو اُس کے خلاف عمل کرنا حرام ہے اور حصول دلیل کی قدرت رکھنے کے ساتھ غیر کی تقلید حرام ہے اگر تم کو یہ درجہ حاصل نہ ہوا اور تم مقلد ہو تو خبردار کسی مذہب معین پر بعینہ اڑے نہ رہو بلکہ اللہ کے حکم پر عمل کرو اور اللہ نے تم کو اہل ذکر سے پوچھنے کا حکم دیا ہے اگر تم نہیں جانتے ہو اہل ذکر وہی علما ہیں جو کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں اور ذکر قرآن ہے اگر کوئی بات آپڑے تو اس میں حتی الوسع رفع حرج کی کوشش کرو کیوں کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ دین میں تمہارے اوپر کوئی سختی یا تنگی نہیں کی اور نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ کا دین آسان ہے پس مسئلہ میں رخصت کی جستجو کرو اور جب رخصت مل جائے تو اُس پر عمل کرو اگر تم سے مفتی کہے کہ تمہارے مسئلہ میں یہ اللہ و رسول کا حکم ہے تو اس کو لے لو اور اگر کہے کہ یہ ہماری رائے ہے تو مت لو اور کسی دوسرے سے پوچھو۔ اگر نوازل میں تم کو عزائم کا ارادہ ہو تو کر سکتے ہو لیکن ان امور میں جو تم سے مخصوص ہوں حالانکہ رفع حرج ہی سنت ہے جب تم کو علوم شرعیہ سے کوئی علم معلوم ہو جائے تو جو نہیں جانتے ہیں اُن کو پہنچا دو گویا تم اُن کے لئے حامل علم ہو اور خبردار کسی کے خوف سے جو باتیں اللہ نے اُتاری ہیں اور تم جانتے ہو اُن کو مت چھپاؤ ۱۲

اوصیك به ان کنت عالماً فحرام علیك ان تعمل بخلاف ما اعطاك دلیلك ویحرم علیك تقلید غیرك مع تمکنك من حصول الدلیل وان لم تکن لك هذه الدرجة وکنت مقلداً فایاك ان تلتزم مذهباً معیناً بعینه بل اعمل کما امرك الله فان الله امرك ان تسئال اهل الذکر ان کنت لا تعلم واهل الذکر هم العلماء بالکتاب والسنة فان الذکر القران النص واطلب رفع الحرج فی نازلتك ما استطعت فان الله یقول سبحانه ما جعل علیکم فی الدین من حرج وقال النبی صلی الله علیه وسلم دین الله یسر فاسئال عن الرخصة فی المسئلة حتی تجدها فاذا وجدتها اعمل بها وان قال لك المفتی هذا حکم الله او حکم رسوله فی مسئلتك فخذ به وان قال لك هذا رائی فلا تاخذ به و سئال غیره وان اردت ان تاخذ بالعزائم فی نوازلك فافعل ولکن فیما یختص بك ورفع الحرج هو السنة واذا علمت علماً من علوم الشریعة فبلغه من لا یعلمه تکن من حملة العلم لمن لا یعلم وایاك ان تکتم ما انزل الله من البینات للناس اذا علمت ذالك۔

ت (۱۰) تقلید نہ کرنے سے احتمال ہے پڑنے کا خلاف اجماعیات میں مثلاً وضو کیا اُس پانی سے جو قلتین سے کم ہو بموجب مذہب امام مالکؒ کے پھر مسح کیا چند بالوں پر بموجب مذہب شافعیؒ کے تو یہ نماز چاروں مذہب میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں ہوگی۔

م (۱۰) اجماع کی قلعی تو خوب کھل چکی یہاں ایک بات اَور ہے کہ اجماع کے لئے اتحاد مسئلہ شرط ہے اور یہاں مسائل مقلد فیہا مختلف ہیں پانی کا مسئلہ علیحدہ ہے اور مسح کا علیحدہ دیکھو کتب اصول شرح مسلم بحر العلوم میں اور فاضل قندھاری مغتنم الحصول میں لکھتے ہیں۔ ثم ما یتعلق به بعض المتفقهة فی المنع بین المذهبین ولو فی مسئلتین من انه خلاف الاجماع المرکب مردود

عـہ بعض فقہا منع بین المذہبین کو گرچہ وہ دو مسئلہ میں کیوں نہ ہو خلاف اجماع مرکب کہتے ہیں لیکن ان کا یہ قول مقبول نہیں۔ کیوں کہ ترکب اجماع میں اتحاد مسئلہ کی شرط ہے اور اگر مان بھی لیا جائے تو مفتی کا استفتاء لبعینہ سارے مسائل میں لازم آوے گا اور یہ بالاجماع باطل ہے ۱۲

بان الشرط ترکب الاجماع اتحاد المسئلة وایضًا لوتم لزم استفتاء مفت بعینه فی جمیع المسائل قد عرفت بطلانه بالاجماع" کذا فی المسلم

ت (۱۱) رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنے کے ممنوع ہے بالاتفاق بموجب قول شیخ ابن الحاجب اور آمدی کے۔

م (۱۱) رجوع بعد العمل ممنوع نہیں ہے البتہ دو شخص شیخ ابن حاجب اور آمدی اس کے قائل ہیں اس پر بالاتفاق کہہ دینا طرفہ ماجرا ہے مغتنم الحصول میں ہے "وفی التقریر الاتفاق[1] ذکرہ الآمدی وابن الحاجب وتعقبه الزرکشی بان کلام غیرھما یقتضی الاختلاف بعد العمل ایضاً وکیف یمتنع الرجوع اذا اعتقد صحة غیرہ"۔ اور ایسا ہی کہتے ہیں ملا حسن شرنبلالی حنفی، محب اللہ بہاری، فاضل اکمل صاحب عنایہ، شیخ امام تقی الدین سبکی، سید شریف علی سمہودی، محقق شامی اور مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابن الہمام مختصر اور تحریر میں تو لکھتے ہیں "لا یرجع[2] المقلد عما عمل به من حکم جزئی اتفاقاً مگر فتح القدیر میں فرماتے ہیں اس کے خلاف "لٰکن[3] کلامه فی فتح القدیر مشعر بالخلاف بعد العمل"

ت (۱۲) مذاہب کی رخصتوں کا تلاش کرنا ممنوع ہے بالاجماع۔

م (۱۲) ہرگز ممنوع نہیں ہے اور نہ اجماع اس پر ہے شیخ ابن الہمام حنفی تحریر میں لکھتے ہیں۔ "ویتخرج[4] منه جواز اتباع رخص المذاهب ولا یمنع منه مانع شرعی اذ للانسان ان یسلك الاخف علیه اذا کان له الیه سبیل بان لم یکن عمل فیه بآخر وکان علیه السلام یحب ما خفف علیهم"

---

[1] اتفاق کی نسبت آمدی اور ابن حاجب نے ذکر کیا ہے اور زرکشی نے یوں اس کی تردید کی ہے کہ ان دونوں کے سوا اوروں کے کلام عمل کے بعد اختلاف کو مقتضی ہیں اور رجوع ممتنع ہوگا تو کیوں کر جب کہ مذہب غیرکا صحیح ہونا مان لیا گیا ۱۲

[2] مقلد عمل کرنے کے بعد اس وسے حکم جزئی بالاتفاق رجوع نہیں کر سکتا ۱۲

[3] لیکن فتح القدیر میں ان کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ خلاف بعد از عمل بھی جائز ہے ۱۲

[4] اور اس سے مذاہب کی رخصتوں کی اتباع کا جواز نکلتا ہے اور کوئی مانع شرعی اس سے منع نہیں کرتا کیوں کہ انسان کو مناسب ہے کہ اگر ممکن ہو تو آسان سے آسان طریقہ اختیار کرے۔ اور آنحضرت صلعم اُمت پر جو بات آسان ہوتی تھی اُس کو پسند فرماتے تھے ۱۲

سید بادشاہ شرح تحریر میں لکھتے ہیں۔ "وکان[عـــہ] صلی اللہ علیہ وسلم یحب ما خفف علیھم فی صحیح البخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنھا بلفظ عنھم وفی روایۃ بلفظ ما یخفف عنھم ای امۃ وذکروا عدۃ احادیث صحیحۃ دالۃ علٰی ھذا المعنی قلت وذالک لقولہ تعالٰی یرید بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وروی الشیخان وغیرھما حدیث انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین ولاحمد بسند صحیح خیر دینکم الیسرہ وروی الشیخ النصر المقدسی فی کتاب الحجۃ مرفوعًا اختلاف امتی رحمۃ ونقلہ ابن الاثیر فی مقدمۃ جامعۃ من قول مالک وفی المدخل للبیھقی عن القاسم ابی محمد انہ قال اختلاف امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ ویترجح ما قالہ بعضھم علی اجمالۃ الاختلاف فی الاحکام بما فی مسند الفردوس عن ابن عباس مرفوعًا اختلاف اصحابی لکم رحمۃ لان فی المدخل للبیھقی عن عمر بن عبد العزیز قال ما یسرلی ان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم لم یختلفوا لانھم لو لم یختلفوا لم تکن رخصۃ واخرج بیھقی فی حدیث لابن عباس رضی اللہ عنھما قال فیہ ان اصحابی بمنزلۃ النجوم فایما اخذتم بہ اھتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمۃ قلت واختلاف الصحابۃ ھو منشاء اختلاف الامۃ

[عـــہ] اور آنحضرت صلعم اُمت پر جو عمل آسان ہوتا تھا اُس کو پسند فرماتے تھے صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بلفظ عنہم اور دوسرے راویوں سے بلفظ ما یخفف عنہم روایت ہے یعنی اُمت پر جو آسان ہوتا تھا یا اُن پر سے مشکلات آسان کر دیتا تھا متعدد حدیثیں اس باب میں مروی ہیں اور یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں دین کو تم پر آسان کرنا چاہتا ہوں دشوار کرنا نہیں چاہتا۔ شیخین اور دوسرے محدثوں نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ تم کو دین آسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور دشوار کرنے کا نہیں اور امام احمد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سب سے اچھا دین وہ ہے جو آسان ہو اور شیخ نصر المقدسی نے کتاب حجت میں مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہماری اُمت کا اختلاف رحمت ہے اور ابن اثیر نے مقدمہ جامعہ میں مالک کے قول سے اور مدخل میں بیہقی نے قاسم ابو محمد سے روایت کیا ہے کہ کہا محمد صلعم کی امت کا اختلاف رحمت ہے اور بعض کا قول جس نے اختلاف کو احکام میں محمول کیا ہے از روے اس حدیث کے جو مسند الفردوس میں مرفوعاً ابن عباس سے روایت ہے قول مرجح ہے یعنی ہمارے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے مدخل میں بیہقی نے عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ کہا اگر اصحاب محمد صلعم کے درمیان اختلاف نہ ہوتا تو ہم پر دین آسان نہ ہوتا کیونکہ اگر وہ اختلاف نہ کرتے تو ہم کو رخصت نہ ملتی اور بیہقی نے ایک حدیث میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اصحاب بمنزلہ نجوم کے ہیں چاہے کسی کی تم پیروی کرو ہدایت پاؤ گے اور ہمارے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے میں کہتا ہوں صحابہ کا اختلاف منشا ہے امت کے اختلاف کا

عـــه ولما اراد هارون الرشيد حمل الناس على موطاء الامام مالك كما حمل عثمان الناس على القرآن قال له مالك ليس الى ذالك سبيل لان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم افترقوا بعده فى الامصار فحدثوا عند اهل كل مصر علمه وقال صلى الله عليه وسلم اختلاف امتى رحمة وهذا كالصريح فى ان المراد الاختلاف فى الاحكام قاله السيد على السمهودى رحمه الله وقال الكمال فى فتح القدير فى باب الاعتكاف ان الله يحب الاناءة والرفق فى كل شيئ حتى طلبه فى المشى الى الصلوٰة وان كان ذالك يفوت بعضها معه بالجماعة وكره الاسراع ونهى عنه وان كان محصلا لها كلها بالجماعة تحصيلا لفضيلة الخشوع اذ هو يذهب بالسرعة انتهى۔ قلت وهو معنى حديث فى الجامع الصغير للسيوطى عن عمر مرفوعاً "افضل امتى الذين يعملون بالرخص"

علامہ شرنبلالی نے عقد الفرید میں سید بادشاہ شارح تحریر کی عبارت نقل کی ہے عـــه وما نقل عن ابن عبد البر انه لا يجوز للعامى تتبع الرخص اجماعاً فلا نسلم صحة النقل عنه ولو سلم فلا نسلم صحة دعوى الاجماع كيف وفى تفسيق متتبع الرخص روايتان عن احمد۔

عـــه اور جب خلیفہ ہارون رشید نے لوگوں سے موطا امام مالک پر عمل کرنے کا ارادہ کیا جیسا کہ عثمانؓ نے قرآن پاک پر تو امام مالکؒ نے اس سے کہا کہ یہ غیر ممکن ہے کیوں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت نبویؐ کے بعد بلاد میں منتشر ہو گئے اور اہل شہر سے حدیثیں روایت کیں اور آنحضرت صلعم نے خود فرمایا ہے ہماری امت کا اختلاف رحمت ہے اور اس سے صریح طور پر ثابت ہے کہ اختلاف فی الاحکام مراد ہے کہا سید علی سمہودیؒ نے اور فتح القدیر میں کمالؒ نے باب اعتکاف میں فرمایا ہو کہ اللہ آسانی اور نرمی کو دوست رکھتا ہی ہر شے میں یہاں تک کہ نماز کے لئے چلنے میں بھی اس کو طلب کیا اگرچہ نماز جماعت میں سے بعض فوت ہی کیوں نہ ہو جائے اور جلدی کرنے کو مکروہ بتایا اور اس سے منع فرمایا اگرچہ جلدی کرنے سے ساری نماز جماعت کے ساتھ ملے اس لئے کہ اس سے خشوع وخضوع حاصل ہو جو جلدی کرنے سے جاتا رہے گا میں کہتا ہوں یہی معنی ہی اُس حدیث کے جو سیوطی نے جامع صغیر میں عمرؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے ہماری امت میں افضل وہ لوگ ہیں جو رخصتوں پر عمل کرتے ہیں ۱۲۔

عـــه ابن عبد البر سے منقول ہے کہ عامی کے لئے رخصتوں کا تتبع اجماعاً جائز نہیں ہے لیکن ہم نقل کی صحت کو تسلیم نہیں کرتے اور اگر یہ مان بھی لیا جاسے تو اجماع کا دعوی صحیح نہیں ہے اور کیوں نہ ہو رخصتوں کے تتبع کی تفسیق میں دو روایتیں امام احمد سے ہیں ۱۲۔

اور ایسا ہی لکھتے ہیں فاضل محب اللہ بہاری مسلم میں، فاضل قندھاری مغتنم الحصول میں، مولانا بحر العلوم شرح مسلم میں اور ابن امیر حاج شرح تحریر میں۔

ت (۱۳) تلفیق (بعض اعمال وضو اور نماز میں ایک امام کے مذہب پر عمل کرنا اور بعض میں دوسرے امام کے مذہب پر) باطل ہے بالاجماع۔

م (۱۳) ع سخن شناس نہ دلبرا خطا ایں جاست "تلفیق مختلف فیہ ہے بعض جائز کہتے ہیں بعض ناجائز پھر اجماع چہ معنی دارد طحطاوی نے کہا ہے قولہ باطل بالاجماع لعله لم یعتبر القول بجوازه [عہ] اور پھر کہا وھو باطل خلافا لابن الھمام افادہ ابو السعود [عہ] ملا فروخ مکی حنفی قول سدید میں لکھتے ہیں ولم اجد علی امتناع ذالك (ای التلفیق) برھانا بل قد اشار الی عدم منعه ابن الھمام فی التحریر [سہ] اور ایسا ہی کہتے ہیں شارح تحریر سید بادشاہ اور ابن نجیم صاحب بحر الرائق رسالہ "بیع الوقف لا علی وجہ الاستبدال" میں لکھتے ہیں ومن ان یوخذ صحتہ الاستبدال من قول ابی یوسف رح وصحتہ [للعہ] البیع بغبن فاحش بقول ابی حنیفۃ رح بناءً علی جواز التلفیق فی الحکم بین القولین۔

جواز تلفیق میں مذکورہ بالا روائتیں الزاماً نقل کی گئی ہیں ورنہ دلائل تحقیقی میرے نزدیک تو وہی ہیں جو بطلان تقلید شخصی اور حقیقۃً تقلید غیر معین پر نقل کی گئی ہیں اس لئے کہ ان دلائل سے تخصیص وجوب باطل ہوتی ہے حادثہ واحدہ میں ہو یا حوادث مختلفہ میں۔

ت (۱۴) انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف اجتہاد و برہان کے ساتھ بھی جائز نہیں۔

عہ باطل ہے بالاجماع شاید اس نے جواز تلفیق کو معتبر نہیں مانا ۱۲

عہ اور وہ باطل ہے خلاف رائے ابن ہمام کے ابو سعود نے اس کا افادہ کیا ۱۲

سہ تلفیق کے امتناع پر کوئی برہان میں نے نہیں پایا بلکہ ابن ہمام نے تحریر میں اس کے عدم امتناع پر اشارہ کیا ہے ۱۲

للعہ اور یہ ممکن کہ صحت استبدال امام ابو یوسف رح کے قول سے اخذ کی جائے اور صحت بیع غبن فاحش کے ساتھ امام ابو حنیفہ رح کے قول سے بنا بر جواز تلفیق بین القولین اخذ کیا جائے ۱۲

م (۱۴) یہ عبارت نقل تو کی گئی فتح القدیر سے مگر ٹھیک اُسی طور پر جیسا کسی نے کہا ہے

لا تقربوا الصلوٰۃ زنہیم بخاطر ست — وازامر یاد ماند کلوا واشربوا مرا

شیخ ابن الہمام نے اِس قول کو نقل کرکے خود ہی رد بھی کر دیا ہے کہ "یہ تشدیدات محض الزامات ہیں یعنی کوئی امر شرعی اور حجت دینی نہیں ہے"

علامہ اکمل صاحب عنایہ امام علائی سے نقل کرتے ہیں کہ "جب کسی مقلد کو دوسرا مذہب موافق حدیث کے معلوم ہو اور اپنا مذہب مخالف حدیث کے تو اُس کو لازم ہے انتقال اپنے مذہب سے اُسی مذہب کی طرف جو حدیث کے موافق ہو"

قاضی ثناء اللہ صاحب تفسیر مظہری، مالا بدمنہ اور اپنے ایک رسالہ "عمل بالحدیث" میں لکھتے ہیں "ان کان الرجل متبعاً لابی حنیفۃ او مالک او الشافعی او احمد رضی اللہ عنھم ورأی فی البعض المسائل ان مذھب غیرہ اقوی منہ فاتبعہ کان قد احسن فی ذالک ولم یقدح ذالک فی دینہ ولا فی عدالتہ بلا نزاع بل ھذا اولی بالحق و احب الی اللہ تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن تعصب لواحد معین غیر الرسول ویری ان قولہ ھو الصواب الذی یجب اتباعہ دون الائمۃ الآخرین فھو ضال جاھل غایۃ ما یقال انہ یسوغ او یجب علی العامی ان یقلد واحدا من الائمۃ من غیر تعین زید ولا عمر"ع

ت (۱۵) جس نے ایک مذہب اختیار کر لیا ہے ہمیشہ اس پر استمرار لازم ہے۔

م (۱۵) ہرگز لازم نہیں مولانا بحر العلوم شرح مسلم میں لکھتے ہیں:-

ع اگر کوئی شخص امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رضی اللہ عنہم کا متبع ہو اور بعض مسائل میں وہ یہ دیکھے کہ غیر کا مذہب قوی ہے اور اُس نے اس مذہب کی پیروی کی تو اُس نے بہت اچھا کیا اور اُس سے اُس کے دین اور عدالت میں کوئی بُرائی نہیں آئے گی بلکہ یہ اولیٰ بالحق ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک نہایت ہی پسندیدہ ہے پس جو شخص پیروی کرے کسی ایک شخص معین کی سوا رسول اللہ صلعم کے اور یہ سمجھے کہ بس اسی کا قول صواب ہے اور اُسی کی پیروی واجب ہے اور دوسرے ائمہ کی نہیں تو وہ شخص نہایت ہی گمراہ اور جاہل ہے اور کہا جاتا ہے کہ عامی پر یہ آسان اور واجب ہے کہ ائمہ میں سے وہ کسی ایک کی پیروی بغیر تعین زید و عمر کے کرے ۱۲

ولو التزم مذهبا معيناً فهل يلزم الاستمرار عليه ام لا فقيل نعم وقيل لا يجب الاستمرار ويصح الانتقال وهذا هو الحق الذی ينبغی ان يومن ويعتقد به۔

ت (۱۶) حدیث قلتین صحیح نہیں ہے۔

م (۱۶) بلاشبہ صحیح ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنے سنن میں اور امام طحاوی حنفی اپنی کتاب معانی الآثار میں اس کی صحت کے قائل ہیں "خبر القلتين صحيح واسناده ثابت لکن انما ترکناه لانا لا نعلم ما القلتان" شیخ سلام اللہ حنفی محلے میں لکھتے ہیں اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابن خزیمہ، ابن حبان اور دارقطنی نے "وصححه ابن خزيمه وابن حبان والدارقطنی واعترف الطحاوی لصحته" امام شافعی، امام احمد، اسحٰق اور ابوثور سے بھی اس کی صحت مروی ہے۔ بلوغ المرام میں ہے "وصححه ابن خزيمة وابن حبان" محلے میں ہے "وقال ابن معين جيد وقال البيهقی موصول صحيح وقال المنذری اسناده جيد لا غبار عليه"

بحرالرائق میں ہے "قد صححه ابن ماجه وابن خزيمه والحاکم وجماعة من اهل الحديث" شیخ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں "الفصل بالقلتين اقوی لصحة الحديث وقد اعترف الطحاوی من الحنفيه بذالك"

ف اگر کسی نے التزام کسی خاص مذہب کا کرلیا تو ہمیشہ اُسی مذہب پر قائم رہنا لازم ہے یا نہیں؟ کسی نے کہا کہ ہاں لازم ہے اور کسی نے کہا کہ نہیں لازم ہے اور صحیح ہے انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف اور یہی بات حق ہے اسی پر آدمی کو ایمان اور اعتقاد رکھنا چاہئے ۱۲

ف قلتین والی حدیث صحیح ہے اور اس کی سندیں ثابت ہیں لیکن ہم نے جو اس کو چھوڑ دیا تو صرف اس لئے کہ ہم کو معلوم نہیں کہ قلتین کیا شے ہے ۱۲

ف اس حدیث کو ابن خزیمہ ابن حبان اور دارقطنی نے صحیح کہا ہے اور طحاوی اُس کی صحت کا قائل ہے ۱۲

ف ابن معین نے کہا جید ہے اور بیہقی نے کہا موصول صحیح ہے اور منذری نے کہا اس کے اسناد جید بلاشبہ ہیں ۱۲

ف ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم اور اہل حدیث سے ایک جماعت نے اس کو صحیح کہا ہے ۱۲

ف قلتین کی فصل صحت حدیث کے لئے اقوی ہے اور حنفیہ سے طحاوی اس کا معترف ہے ۱۲

المختصر جو وہ شہادتیں ائمۂ حدیث کی اس کی صحت پر موجود ہیں۔ امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبل، امام اسحٰقؒ، امام ابو عبیدہؒ، امام ابو ثورؒ، امام ابن خزیمہؒ، امام ابن حبانؒ، امام ابن ماجہؒ، امام دار قطنیؒ، امام بیہقیؒ، امام حاکمؒ، امام یحییٰ بن معین، علامہ منذریؒ، اور امام طحاویؒ حنفی کی۔

ت (۱۷) حدیث قلتین معارض ہے اُن احادیث صحیحہ کے جو پانی کی نجاست کے باب میں وارد ہوئی ہیں۔

م (۱۷) ہرگز معارض نہیں ہے اس لئے کہ اُن میں حکم فقط باسن (اناء) کے پانی کا ہے اور حوض کو کسی زبان میں باسن نہیں کہتے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں وخرج بذکر الاناء البرک والحیاض لا تغیر بغمس الید فیھا علی تقدیر نجاستھا فلا تنیا ولھا النھی۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں وکانت عادتھم عہ استعمال الاوانی الصغیرۃ التی تقصر عن القلتین بل لا تقاربھا۔

ت (۱۸) حدیث قلتین مخالف ہے اجماع صحابہ کے جو عبداللہ ابن عباس نے زمزم کا سارا پانی نکالنے کا حکم دیا ایک حبشی کے گر کر مر جانے سے اور حضرت علی سے سوال کیا گیا کوئیں میں پیشاب کر دینے سے تو فرمایا کہ سب پانی نکال دیا جائے۔

م (۱۸) عبداللہ بن عباس یا حضرت علی کے اثر سے (بشرطیکہ وہ صحیح ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے) اصولاً اہل سنت کے نزدیک اجماع کا ثبوت محال ہے۔

سنن کبرے بیہقی میں مسلسل روایت ہے سفیان ابن عیینہ سے کہ "میں ستر برس مکہ میں رہا اور کسی چھوٹے بڑے کو نہ دیکھا کہ حبشی والی حدیث (زمزم میں گر کر مرنے والے کو) جانتا ہو" محدث سلام اللہ حنفی نے محلے میں لکھا ہے "ونقل عہ عن ابن عیینہ انا بمکۃ منذ سبعین سنۃ لم ار صغیرا وکبیرا یعرف

عہ باسن کے ذکر سے حوض و تالاب اس سے خارج ہو گئے اگر ہاتھ نجس بھی ہو تو ڈوبانے سے اُن کا پانی متغیر نہ ہوگا پس نہی اس کو شامل نہیں ہے ۱۲

عہ اور اُن کی عادت یہ تھی کہ چھوٹے باسنوں کو استعمال کرتے تھے جن میں قلتین سے کم پانی آتا تھا بلکہ قلتین سے کہیں چھوٹے ہوتے تھے ۱۲

عہ ابن عیینہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم مکہ میں ستر برس رہے لیکن چھوٹے بڑے کسی کو نہ دیکھا کہ ہم زنگی والی حدیث جانتا ہو اور نہ کسی کو یہ کہتے سُنا کہ زمزم کا سارا پانی نکال دیا گیا تھا ۱۲

حدیث الزنجی وما سمعت احدا یقول نزحت زمزم"

ملا ابن طاہر حنفی مجمع البحار میں لکھتے ہیں[عـہ] "وما روی ابن ابی شیبہ ان زنجیا وقع فی بیر زمزم فنزح الماء ضعفها البیهقی وروی عن سفیان بن عیینه قال انا بمکة سبعین سنة لم ارا احداً صغیراً ولا کبیراً یعرف حدیث الزنجی۔

خاکسار سوانح نگار کہتا ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے اکہتر برس کی عمر میں ۶۸ھ میں وفات پائی اور سفیان بن عیینہ[عـہ] نے اکانوے برس کی عمر میں۔ اُن کی ولادت ۳۹ برس بعد وفات عبداللہ بن عباسؓ کے ہوئی طبقہ تبع تابعین میں اُن کی جلالت شان محتاج بیان نہیں۔ اور اُسی مکہ معظمہ میں جو مولد و موطن و مدفن عبداللہ بن عباسؓ کا ہے رہے ستر برس۔

اس تاریخی واقعات کو پڑھنے کے بعد کیا ایک منٹ کے لئے کوئی شخص بھی کہہ سکتا ہے کہ سفیان بن عیینہ کا سا شخص ایسے قریب زمانہ میں ستر برس مکہ معظمہ میں رہے اور اُس سے یہ روایت مخفی رہ جاوے؟ عقل سلیم تو اس کے تسلیم کرنے سے ابا کرتی ہے۔ اور حضرت علیؓ کے اثر کا جواب خود محلے میں مذکور ہے واجاب[سـہ] الشافعیۃ عن حدیث النهی عن البول بانه انما نهی عنه لئلا یکون منجراً الیٰ تنجس الماء وتغیره باقتداء الناس بذالک الرجل ولئلا یتنفر عنه طبعاً لا شرعاً۔

ت (۱۹) لفظ قلہ کا مشترک ہے درمیان معنی کثیرہ کے اس سے لئے لایق عمل نہیں۔

عـہ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ ایک زنگی چاہ زمزم میں گر پڑا تھا اور اُس کا پانی نکال کر پھینکدیا گیا تھا بیہقی نے اس کو ضعیف کہا ہے اور سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم مکہ میں ستر برس رہے چھوٹے بڑے میں سے کسی کو نہ دیکھا کہ زنگی والی حدیث جانتا ہو ۱۲

عـہ تقریب التہذیب ۱۲

سـہ کوئیں میں پیشاب کرنے کی نہی والی حدیث کا جواب شافعیہ یوں دیتے ہیں کہ صرف اس لئے منع کیا گیا تاکہ پہلے شخص کا اقتداء اور لوگ بھی کریں گے اور اس سبب سے پانی متغیر اور نجس ہو جائیگا اور اس لئے بھی کہ اس سے شرعی نہیں تو طبعی نفرت تو ضرور ہو گی ۱۲

م (۱۹) قلہ کے معنی اتنے ہیں (۱) ٹیلہ (۲) بلندی کوہ (۳) جس کو اونٹ اُٹھا جانے (۴) پانی پینے کا ظرف (۵) بڑا مٹکہ (۶) ٹھلیا (۷) مشک۔ پہلا دوسرا اور تیسرا معنی تو ہو نہیں سکتا کیوں کہ کوئی قرینہ اِس پر دال نہیں ہے جیسا کہ فیھا عین جاریہ میں چشمہ کے سوا آنکھ نہیں مُراد لی گئی ہے وہ معنی جن کا تعلق ہے پانی کے ساتھ تو مسند امام شافعی میں قلہ کے ساتھ قلال ہجر کا لفظ بھی داخل حدیث ہے یعنی ہجر (گانوں) کا مٹکہ۔ پانی پینے کا برتن ٹھلیا اور مشک میں سب سے بڑا وہی ہوتا ہے ابن جُریج کہتے ہیں کہ "میں نے ہجر کا مٹکہ دیکھا اُس میں دو مشک سے کچھ اوپر پانی آتا ہے" امام شافعی کہتے ہیں کہ "احتیاطاً میں نے ڈھائی مشک اختیار کی تو قلتین میں پانچ مشک پانی آتا ہے" شیخ عبدالحق حنفی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں قلال بکسر القاف والمراد ھھنا قلال الھجر بفتحتین کما جاء صریحًا فی بعض روایات ھذا الحدیث وایضًا کان المعروف فی ذالك الزمان فالظاھر وقوع التحدید به والھجر اسم قریة ینسب الیه القلال وقال ابن جریج رأیت قلال الھجر کان کل قلة منھا قربتین او قربتین وشیئًا وقال الشافعی کان ذالك الشی مبھمًا فاخذنا نصفًا احتیاطًا وکان القلتان خمس قرب۔

ت (۲۰) دہ دردہ کی تقدیر جو مذہب ہے امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا صحیح ہے۔

م (۲۰) اکابر حنفیہ سے مروی ہے کہ امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا مذہب رائے مبتلیٰ بہ کی ہے (یعنی پانی استعمال کرنے والے کو اگر اس بات کا یقین ہو کہ نجاست اِس تمام پانی میں جس میں وضو کرتا ہے ملی ہوئی ہے تو وضو وغیرہ نہ کرے

ے قلال بکسر قاف ہے اور مراد اس سے ہے قلال ہجر بفتحتین جیسا کہ اس حدیث کے بعض روایات میں صریح طور پر آیا ہے اور اُس زمانہ میں معروف بھی یہی تھا پس تحدید کی وجہ ظاہر ہے اور ہجر ایک گانوں کا نام ہے جس کی طرف قلال کی نسبت ہے ابن جریج نے کہا کہ ہجر کے قلال کو میں نے دیکھا اُن میں سے ہر ایک قلہ دو قربہ یا دو قربہ سے کسی قدر بڑھ کر تھا امام شافعی نے کہا یہ چیز مبہم تھی اِس لئے میں نے نصف احتیاطاً اختیار کیا اور دو قلہ پانچ قربہ کے برابر ہوتا ہے (قربہ کہتے ہیں مشک کو)

اور اگر ایسا ہو کہ نجاست ایک جانب میں پانی کے پڑی ہے اور اس کا اثر دوسری جانب نہیں پہنچا تو اُس دوسرے جانب میں وضو یا غسل کرنا اُس کو درست ہے اور اس جانب کا پانی پاک ہے) اِن کا مذہب دہ در دہ نہیں اور اسی کی طرف رجوع کیا ہے امام محمدؒ نے جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی مبسوط میں لکھتے ہیں "قال ابو حنیفة[1] فی ظاهر الروایة عنه یعتبر فیه اکبر رای المبتلی ان غلب علی ظنه انه بحیث تصل النجاسة الی الجانب الاخر لا یجوز الوضوء والا جاز و ممن نص علی انه ظاهر المذهب شمس الائمة السرخسی فی المبسوط وقال انه الاصح" کذا فی البحر الرائق۔

خاکسار مؤلف کہتا ہے غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ متاخرین احناف نے دہ دردہ کی تحدید کی ہے جس کی بنا صرف رائے پر ہے اور اس کے مقابل ائمہ اربعہ میں سے دو امام شافعی اور احمد بن حنبل کا مذہب حدیث صحیح کی بنا پر ہے اور بحث تقلید میں ثابت ہو چکا کہ ہر مذہب کا مقلد دوسرے امام کی تقلید کر سکتا ہے پھر اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ احناف حدیث قلتین پر عمل کرنے سے حنفی نہ رہیں گے۔ خصوصاً جب کہ قاضی ابو یوسف نے اسی پانی کے مسئلہ میں مدینہ والوں کی تقلید کی "قال[2] فی البزازیة انه روی عن ابی یوسف رح انه صلی الجمعة مغتسلاً من الحمام ثم اخبر بفارة میتة فی بیر الحمام فقال ناخذ بقول اخواننا من اهل المدینة اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا" کذا فی رد المحتار هکذا فی الطحطاوی وغیرهما۔ قلتین کی بحث معیار الحق میں ہے صـ۱۲۹ سے صـ۱۴۸ تک۔

ست (۲۱) مستحب وقت نماز فجر کا ہے جب خوب صاف ہو جاوے۔

---

[1] امام ابو حنیفہ رح نے ظاہر الروایہ میں فرمایا کہ اس میں رائے بستلی کی معتبر ہے اگر اُس کو گمان غالب ہو کہ نجاست دوسری جانب بھی پہنچ جائے گی تو وضو جائز نہیں ورنہ جائز ہے اور جس نے اس پر نص کیا کہ یہ ظاہر مذہب ہے شمس الائمہ سرخسی ہیں اور کہا کہ یہی مذہب اصح ہے ۱۲

[2] بزازیہ میں کہا ہے کہ امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جمعہ کی نماز حمام میں غسل کرکے ادا کی اس کے بعد کسی نے خبر دیا کہ حمام کے کنوئیں میں ایک چوہا مردہ ہے اُنھوں نے کہا کہ میں اس بات میں مدینہ والے بھائیوں کی پیروی کرتا ہوں کہ جب پانی قلتین تک پہنچتا ہے تو میلاپن کا حامل نہیں ہوتا ۱۲

م (۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ فجر کی نماز اکثر غلس میں پڑھا کرتے تھے اور غلس والی حدیث مروی ہے ایک جم غفیر صحابہؓ سے جو بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں یعنی ابن عمرؓ، انس ابن مالکؓ، جابرؓ، ابوہریرہؓ، سہل بن سعدؓ، علی مرتضیٰؓ، عائشہ صدیقہؓ، ام سلمہؓ اور قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "کن نساء المومنات یشھدن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الفجر متلفعات بمروطھن ثم ینقلبن الی بیوتھن حین تقضین الصلوٰۃ لا یعرفھن احد من الغلس" اس حدیث کو روایت کی بخاری، مسلم، مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہم نے اسانید صحیحہ کے ساتھ اور ابوداؤد کی ایک حدیث میں آیا ہے انہ صلی اللہ علیہ وسلم اسفر بالصبح مرۃ ثم کانت صلوٰتہ بعد بالغلس حتی مات اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلس میں نماز فجر پڑھنے کی مواظبت تھی الا ما شاء اللہ کبھی اسفار میں بھی پڑھا۔

غلس کے معنی ہیں تاریکی آخر شب کی ملی ہوئی صبح کی روشنی سے محلّٰی میں ہے فالغلس بقایا ظلمۃ اللیل یخالطھا بیاض الفجر نقلہ عیاض اور اسفار کے معنی ہیں کہ صبح کے ہونے میں شک نہ باقی رہے نقل کیا ترمذی نے شافعی، احمد، اسحٰق سے "ان معنی الاسفار ان تضح الفجر فلا شک فیہ ولم یروا ان معنی الاسفار تاخیر الصلوٰۃ" معیار الحق میں غلس و اسفار

لہ مومنہ عورتیں رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز فجر میں حاضر رہتی تھیں اور اپنی چادروں کے ساتھ لپٹی آتی تھیں اور بعد ادائے نماز اپنے اپنے گھروں کو چلی جاتی تھیں اور اندھیرے کے سبب سے کوئی اُن کو پہچانتا نہ تھا ۱۲

عہ رسول خدا صلعم نے ایک مرتبہ فجر کی نماز بھر چھپے ہونے پر پڑھی پھر ہمیشہ تادم رحلت اندھیرے میں پڑھتے تھے ۱۲

ـہ غلس رات کی بقیہ تاریکی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ فجر کی سپیدی مخلوط ہو جائے ۱۲

للعہ اسفار کے معنی یہ ہے کہ خوب پھر چھا ہو جائے تاکہ شک نہ رہے اور اسفار کے معنی یہ نہیں ہے کہ نماز میں تاخیر کی جائے ۱۲

کی بحث صہ۱۶۵ سے صہ۱۷۹ تک ہے۔

خاکسار مؤلف کہتا ہے کہ غلس و اسفار محض نزاع لفظی ہے غلس سے مراد ہے طلوع فجر کیونکہ قبل از وقت نماز ادا نہیں ہوسکتی ہے اور اسفار سے مراد ہے تبین قال البیہقی " والطریق الصحیح ان یحمل حدیث الاسفار علی تبین الفجر وان کان یجوز الدخول فیہا من القیم بالاجتہاد قبل التبین "۔

قرآن مجید میں آیا ہے حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر۔ جو تبین وہاں مراد ہے وہی اسفار سے مراد ہے بعد طلوع صبح صادق جب سے صائم کے لئے کھانا پینا حرام ہے۔ وہی وقت فجر کا بھی ہے اور اسی طرح تطبیق ہو جاتی ہے دونوں حدیثوں میں۔ یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر شروع کرتے غلس میں اور وہ نماز ختم ہوتی اسفار میں کیونکہ نماز صبح میں آپ قرأت طویلہ کرتے تھے۔ اس کے بعد نماز ظہر کے وقت مستحب اور وقت اخیر کا اور عصر کے ابتدا وقت کا بیان ہے صفحہ ۱۷۹ سے ۲۱۲ تک۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوّل وقت نماز ظہر ادا فرماتے تھے اور گرمیوں میں کسی قدر دیر کرکے اور ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے یعنی جب سایہ ہر چیز کا اُس کے برابر ہو جائے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی جن کو جناب شاہ عبد العزیز صاحب بیہقی وقت کہا کرتے تھے اپنی کتاب تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں "واما آخر وقت الظہر فلم یوجد فی حدیث صحیح ولا ضعیف انہ یبقی بعد مصیر ظل کل شیء مثلہ ولذا خالف اباحنیفۃ فی ھذہ المسئلۃ صاحباہ ووافق الجمہور۔

امام ابو حنیفہ رحہ کے نزدیک بھی ظہر کا وقت ایک ہی مثل تک ہے اور اسی کو

عـہ اور طریق صحیح یہ ہے کہ اسفار والی حدیث کو تبین فجر پر محمول کیا جائے اور جائز ہے صاحب اجتہاد کو کہ وہ قبل تبین بھی نماز کے اندر داخل ہو ۱۲

عـہ یہاں تک کہ فجر کا سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے تم کو صاف ممتاز معلوم ہو ۱۲

عـہ کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں یہ پایا نہیں گیا کہ آخر وقت ظہر اُس کے بعد بھی باقی رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اُس کے مثل ہو جائے اور اسی لئے صاحبین نے اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ سے خلاف کیا ہے اور جمہور سے اتفاق کیا ۱۲

اختیار کیا ہے امام طحاوی حنفی نے جیسا کہ شیخ سلام اللہ حنفی نے محلے میں نقل کیا ہے وسا وی عن ابی حنیفۃ ان وقت الظہر الی المثل کما قال الثلاثۃ الباقیۃ والجمہور وفی البدائع ہو الصحیح المذکور فی الاصل وفی غایۃ البیان بہا اخذ ابو حنیفۃ وھو مشہور عنہ وفی الینابیع ھو الصحیح عن ابی حنیفۃ وفی الدر المختار وھو قولہما وزفر وقال الطحاوی وبہ ناخذ وفی غرر الاذکار وھو الماخوذ بہ وفی البرھان ھو الاظہر لبیان جبرئیل وھو نص فی الباب وفی الفیض وعلیہ عمل الناس الیوم وبہ یفتی۔

یہ بحث بھی نہایت طول طویل ہے میں نے صرف ماحصل عرض کر دیا ناظرین اگر چاہیں تو اصل کتاب معیار الحق ملاحظہ فرماویں۔

اس کے بعد جمع بین الصلوتین فی السفر کی بحث ہے صفحہ ۲۱۳ سے صفحہ ۲۴۴ تک یعنی ظہر وعصر کی نماز ایک ساتھ سفر میں پڑھنی اور مغرب وعشا کی ایک ساتھ۔ حنفیہ اس کو جمع صوری پر حمل کرتے ہیں۔ یعنی ظہر و مغرب کی نماز پڑھے آخر وقت میں اور عصر وعشا کی اول وقت میں۔ مگر ائمہ ثلاثہ اور محدثین جمع حقیقی پر حمل کرتے ہیں صحیح بخاری میں روایت ہے "خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالہاجرۃ فصلی بالبطحاء الظہر والعصر رکعتین ونصب بین یدیہ عنزۃ"

صحیح مسلم میں ہے بطریق حکم بن عتیبہ کے ابو جحیفہ سے

ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ ظہر کا وقت اُس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اُس کے مثل ہوتا ہے جیسا کہ باقی تینوں ائمہ اور جمہور کی رائے ہے۔ کتاب بدائع میں ہے وہی صحیح ہے جو فی الاصل مذکور ہے اور غایۃ البیان میں ہے امام ابو حنیفہ رح نے اسی کو اختیار کیا ہے اور اُن سے یہی مشہور ہے اور ینابیع میں ہے امام ابو حنیفہ رح سے یہی مذہب صحیح منقول ہے اور در مختار میں ہے یہی قول اُن دونوں اور زفر کا اور کہا طحاوی نے اسی پر ہمارا عمل ہے اور غرر الاذکار میں ہے کہ یہی مذہب معمول بہ ہے اور برہان میں ہے کہ حضرت جبرئیل کے بیان سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور اس باب میں وہ نص ہے اور کتاب فیض میں ہے کہ اسی پر آج کل لوگوں کا عمل ہے اور یہی فتوے دیا جاتا ہے ۱۲

حضرت رسول اللہ صلعم ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے اور بطحا میں ظہر اور عصر دو دو رکعتیں پڑھیں اور اُن کے سامنے نیزہ نصب کیا ہوا تھا ۱۲

"قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالھاجرۃ الی البطحاء فتوضأ فصلی الظہر رکعتین والعصر رکعتین وبین یدیہ عنزۃ"[1]

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں فیہ[2] دلیل علی القصر والجمع فی السفر وفیہ ان الافضل لمن اراد الجمع وھو نازل فی وقت الاولی ان یقدم الثانیۃ الی الاولیٰ۔

اور شیخ سلام اللہ حنفی محلے میں لکھتے ہیں "وظاھرہ[3] تقدیم العصر فی وقت الظہر"۔

ابوداؤد اور ترمذی میں بسند صحیح متصل روایت ہے معاذ بن جبل سے[4] "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوۃ تبوک اذا ارتحل قبل زیغ الشمس اخر الظہر الی ان یجمعھا الی العصر فیصلیھا جمیعا واذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر الی الظہر وصلی الظہر والعصر جمیعا ثم سار وکان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتی یصلیھا مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فیصلیھا مع المغرب"

یہ بحث بھی بہت ہی مطول ہو اور بخیال تطویل مل ہم نے خلاصہ درج کردیا جو حضرات زیادہ تحقیق چاہیں وہ کتاب معیار الحق میں دیکھیں کیونکہ وہ کتاب اپنی جمیع مالکویہ کے لئے تشفی کی ضامن ہے اور اسی بحث پر کتاب ختم ہوئی ہے۔

---

[1] حضرت رسول خدا صلعم دوپہر کے وقت بطحیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے پس وضو کیا اور دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر کی پڑھی اور اُن کے سامنے نیزہ نصب کیا ہوا تھا ۱۲

[2] اس میں دلیل ہے قصر اور جمع کرکے پڑھنے کی سفر میں اور یہ کہ افضل ہے اُس شخص کے لئے جو ارادہ کرے جمع کا اور وہ نازل ہو وقت اولیٰ میں کہ مقدم کرے ثانیہ کو طرف اولیٰ کے ۱۲

[3] اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ مقدم کرے عصر کو وقت ظہر میں ۱۲

[4] حضرت رسول خدا صلعم غزوہ تبوک میں جب چلتے تھے قبل جھکنے آفتاب کے تو تاخیر کرتے تھے ظہر میں اس قدر کہ ملاتے تھے اس کو عصر کے ساتھ اور پڑھتے تھے دونوں ساتھ ساتھ اور جب چلتے تھے بعد جھکنے آفتاب کے تو مقدم کرتے تھے عصر کو اور پڑھتے تھے دونوں نمازیں یعنی ظہر اور عصر ساتھ ساتھ پھر روانہ ہوتے تھے اور جب چلتے تھے قبل مغرب کے تو تاخیر کرتے تھے مغرب میں اور پڑھتے تھے اُس کو عشا کے ساتھ اور جب چلتے تھے بعد مغرب کے تو جلدی کرتے تھے عشا میں اور پڑھتے تھے اُس کو مغرب کے ساتھ ۱۲

ضمیمۂ دوم

مختصر فہرست تلامذہ

بعض بعض امور جو میاں صاحب کی ذات کے ساتھ مختص ہیں اُن میں سے ایک تلامذہ کی کثرت بھی ہے اور شاگرد بھی کیسے کہ بیشتر اُن میں سے صاحب فضل و کمال جن کی شاگردی پر معاصرین علما فخر کر سکتے ہیں۔

دہلی، نواح دہلی اور صرف ہندوستان ہی میں آپ کے تلامذہ کی تعداد محدود نہیں ہے بلکہ یہ لوگ کرۂ زمین کے معتد بہ حصّہ کو گھیرے ہوئے ہیں جن کی تعداد صحیح کے معلوم کرنے کے لئے یہ مصرع حسب حال ہے ع

دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

کیوں کہ ہندوستان اور کابل کے سوا عرب، یمن، نجد، حجاز، سنوس، جبلستان، افریقہ، عجم، چین، کوچین، اور تبت وغیرہ بھی آپ کے شاگردوں کے وجود سے خالی نہیں ہے۔

ہندوستان اور کابل کے صوبجات اور مقامات کا نام بطور مشتے نمونہ از خروارے درج ذیل ہے۔

صوبۂ بہار

ضلع شاہ آباد، ضلع پٹنہ، ضلع سارن، ضلع مظفر پور، ضلع موتیہاری، ضلع دربھنگہ اور ضلع مُنگیر۔

ضلع شاہ آباد میں آرہ اور مضافات آرہ۔

ضلع پٹنہ میں سب ڈویژن بہار، نگر نہسہ، لعل پورہ، شکرانواں، ہمدانواں، داناپور، محی الدین پور، گیلانی، ڈیانواں، اوگانواں، بڑاکر، پھلواری، کاکو، پٹھاناں اور نبی نگر۔

ضلع سارن میں چھپرہ، سیواں اور کوپاسموتا۔
ضلع مظفر پور میں مظفر پور، حاجی پور اور امروا
ضلع موتیہاری میں بتیا۔
ضلع دربھنگہ میں دیگرا، رحیم آباد، بریول اور بندھولی۔
ضلع منگیر میں منگیر اور سورج گڈھ۔ ضلع صاحب گنج گیا۔

صوبہ بنگال میں

دیناج پور، رام پور بولیا، راج شاہی، مرشد آباد، بگوڑا، رنگ پور، کٹی کول، اسلام آباد، بردوان، کلکتہ، ڈھاکہ، نصیر آباد، جسر، بالیشور، سلہٹ، آسام برما اور اوڑلیسہ۔

بمبئی میں سندھ، سورت، گجرات اور ناگور۔
پنجاب میں امرت سر، بٹالہ، گرداس پور، پاک پٹن، لکھوکی، کرانا، خان پور، شاہ پور، فیروز پور، گوجرانوالہ، قلعہ میاں سنگھ، لودھیانہ، وزیر آباد، ہوشیار پور، جہلم، دہلی، دوجانہ، پانی پت، ڈیرہ اسمٰعیل خان، سرسہ، کلانور، قصور، دجھوک، پشاور، ہزارہ اور ملتان۔
مدراس میں بنگلور، بندر کوچین اور حیدر آباد۔

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں

اعظم گڈھ، جے راج پور، مئو، کوپا، چاندپارہ، گھوسی، مبارک پور، امروہہ، بنارس، جون پور، کان پور، الہ آباد، اکبر آباد، بدایوں، بریلی، بجنور، بلند شہر، جلیسر، سہسوان، سہارن پور، شاہ جہاں پور، غازی پور، فتح پور، فتح گڈھ، فرخ آباد، مراد آباد، مظفر نگر، میرٹھ، ناگ پور، رام پور، لکھنؤ اور ملیح آباد۔
راجپوتانہ اجمیر، ٹونک اور بھوپال۔
حیدر آباد
ولایت کابل میں باجور، بخارا، سمرقند، غزنی، قندھار، توقند، قہستان

کاشغر، ہرات اور یاغستان،
چین میں تبت۔

صوبہ بہار

فہرست تلامذہ بقید سکونت

آرہ ضلع شاہ آباد

۱۔ مولانا الحاج حافظ ابو محمد ابراہیم نوراللہ مرقدہ مہاجر، فی الاحرام موتاً دکی مدفناً فدائی اسلام وبانی اسلام فدائی قوم وملت واعظ قیامت کار۔

۱۳۱۸ھ میں حج ثالث کے بعد تقریباً ایک برس روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجاور رہے آخر ذیقعدہ میں بقصد حج رابع مدینہ منورہ سے کہ معظمہ آتے تھے ایک منزل مکہ معظمہ سے اِدھر ہیضہ میں مبتلا ہوئے اور دوسرے دن ۷، ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ کو مکہ معظمہ پہنچ کر بحالت احرام وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مدرسہ احمدیہ آرہ اُن کی زندہ یادگار ہے۔

افسوس کہ اُن کی بے وقت موت سے مسلمانوں میں نہ صرف ایک عدد کی کمی ہوگئی بلکہ قوم کو من حیث القوم سخت نقصان پہنچا۔ کیوں کہ آدمی نہایت ہی با اخلاص، نیک نیت، سچے اور جوشیلے تھے، جس وقت جوامر حق اُن کے ذہن میں ثابت ہوگیا ایک سنٹ کے لئے بھی اُس پر عمل کرنے میں دیر نہیں کرتے تھے اور نہ اِس کی پرواکرتے کہ لوگ مضحکہ اُڑائیں گے یا متلون المزاج کہیں گے اِسی لئے اُن کی نماز اور اُن کا وعظ ایسا پر اثر تھا کہ اب اُن کو نہ صرف آنکھیں بلکہ دل ڈھونڈھتا ہے۔ آخر عمر میں طبیعت کا رجحان تصوف کی طرف زیادہ ہوگیا تھا۔ عن قریب تبلیغ اسلام کے لئے یورپ افریقہ اور امریکہ جانے والے تھے اور تبلیغ احکام کے لئے معر شام روم اور عراق کا سفر کرنے والے۔

اِس نقصان کی تلافی اب خدا ہی کے ہاتھ ہے کہ پھر ویسی جوشیلی طبیعت اور مضبوط ارادہ کا کوئی خاص بندہ پیدا کردے وما ذالک علی اللہ بعزیز

صوبہ بہار

آرہ

۲ مولوی محب العلی

۳ مولوی عبدالوہاب

۴ مولوی شاہ نعمت اللہ

۵ مولوی حافظ تدیر حسن عرف زین العابدین

۶ مولوی اسمٰعیل مرحوم بن حاجی رضی الدین مظلہ

۷ مولوی عبدالحکیم

۸ مولوی عبداللطیف

۹ مولوی ادریس برادر خورد مولانا ابراہیم

۱۰ مولوی حکیم ضمیر الحق

۱۱ مولوی محمد قاسم منتظم مدرسہ عالیہ کلکتہ

ضلع پٹنہ

۱۲ مولوی حکیم علیم الدین حسین مرحوم نگرنہسوی بڑے علامہ، مدرس، مؤلف، اور واعظ تھے۔

۱۳ مولوی حکیم عبدالباری مرحوم

۱۴ مولوی عاشق محی الدین مرحوم بہاری

۱۵ مولوی محمد اسمٰعیل بہاری

۱۶ مولوی عبدالغنی مرحوم لعل پوری

۱۷ مولانا لطف علی مرحوم بہاری بڑے عالم و مدرس تھے۔

۱۸ مولوی امیر حسن بہاری

۱۹ مولوی نظیر حسن بہاری

۲۰ مولوی ابوالحسنات عبدالغفور داناپوری

ضلع پٹنہ

۲۱ مولوی محمد رفیع الدین شکرانواں

۲۲ مولوی ابراہیم بن مولوی رفیع الدین

۲۳ مولوی حافظ ضیاء الدین بن مولوی رفیع الدین موصوف۔

۲۴ خاکسار سوانح نگار فضل حسین ساکن مہدانواں ضلع پٹنہ متوطن مظفرپور جس کا نام تاریخی غلام منعم تاریخ ولادت ۲۷ر محرم سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۸۵۴ء ہے اور جس نے اس سوانح نگاری کے سوا ذہنی شعور ہونے سے لے کر اس وقت تک کوئی کارِ خیر نہیں کیا ؎

گناہ آں قدر ہا بروں از شمار۔
کہ رنجد سروش یسار از یسار ؎

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

باایں ہمہ امیدوار رحمت پروردگار ہے ؎

رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے
شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا

۲۵ مولوی ابوالنصر عبدالغفار مرحوم مہدانواں المتخلص بہ نشر المتوفی سنہ ۱۳۱۵ھ خاکسار کے حقیقی چچیرے بھائی اور عمر میں دس مہینے مجھ سے بڑے تھے اُن کی

صوبہ بہار

ضلع پٹنہ

تالیف ایک کتاب "سلیقہ" ترجمہ "ادب المفرد" امام بخاری ہے۔
تصوف اور اتباع سنت کی جانب میلان زیادہ تھا۔ اُردو اور فارسی زبان میں اکثر عمدہ اشعار بھی موزوں کرتے اور فن شاعری میں بہت ہی اچھا مذاق رکھتے۔ اہل حدیث ضلع سارن کے متفق علیہ مقتدا تھے بہت زمانہ سے چھپرہ ہی میں رہتے اور وہیں وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

۲۶ مولوی عبد الرؤف مہدانواں

۲۷ مولوی فضل حق بہاری

۲۸ مولوی عبد الغفور مرحوم داناپوری متخلص بہ تیر

۲۹ مولوی نور الحسن داناپوری

۳۰ مولانا ابو الطیب محمد شمس الحق ڈیانواں سلمہ اللہ تعالیٰ۔
ان کی کتاب "عون المعبود" شرح صغیر ابی داؤد چار ضخیم جلدوں میں چھپکر شائع ہو چکی ہے اور "غایۃ المقصود" شرح کبیر ابی داؤد کی پہلی جلد صرف پہلے پارہ کی طبع ہو چکی ہے اور بقیہ کی تکمیل میں مصروف ہیں یہ کتاب شاید تیس جلدوں میں تمام ہوگی دونوں شرحیں صغیر و کبیر عربی زبان میں ہیں اور اُن کے سوا بیشتر

ضلع پٹنہ

رسالے اور کتابیں عربی زبان میں اور بعض فارسی میں آپ سے یادگار ہیں۔

۳۱ مولوی محمد اشرف ڈیانواں برادر خورد موصی الیہ۔

۳۲ مولوی نور احمد بن مولوی گوہر علی مرحوم ڈیانواں

۳۳ مولوی نصیر الحق ڈیانواں

۳۴ حافظ مولوی محمد عبد القیوم ڈیانواں

۳۵ مولوی محمد زبیر ڈیانواں

۳۶ مولوی تلطف حسین محی الدین پوری جو تقریباً چھبیس برس شیخ کے ملازم خدمت رہے اور زمانہ طالب علمی سے قبر تک ساتھ نہ چھوڑا۔ سفر حج میں بھی ساتھ تھے جس کا تذکرہ سفر حج کے بیان میں گذر چکا دھن کے پورے اور ارادے کے پکے آدمی ہیں

۳۷ مولوی عبد الرحمٰن بہاری

۳۸ مولوی محمد احسن استھانوی بہاری

۳۹ مولوی سخاوت حسین پنواڑ

۴۰ مولوی عبد الصمد اگانواں

۴۱ مولوی محمد شبیر گیلانی

۴۲ مولوی الٰہی بخش خاں بڑاکری

۴۳ مولوی عبد الکریم باڑھ

۴۴ مولانا شاہ محمد عین الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

صوبہ بہار

ضلع پٹنہ

خانقاہ پھلواری ضلع پٹنہ کے سجادہ نشین تھے۔ آپ اپنے طبقہ میں پہلے شخص ہیں جو کر جوش اتباع سنت میں خلوت سے نکل کر حج و زیارت کو گئے اور حج سے واپس آکر ترک خلوت نشینی کرکے وعظ و ہدایت عام خلق اللہ میں مشغول ہو گئے یہ شعر حسب حال ہے ؎

کہ ترا بگفت جاناں کہ بروں زخلوت آئی
سر انجمن نشینی دل عالمے ربائی

پہلے حج کے بعد اس وقت تک دو حج اور کئے آدمی سنجیدہ اور فہمیدہ ہے۔

۴۵ مولوی علی نعمت پھلواری جناب سبوق الذکر کے اُستاد۔
۴۶ مولوی نظیر حسن پھلواری
۴۷ مولوی محمد سلیمان پھلواری
۴۸ مولوی مولا بخش بڑاکری
۴۹ مولوی ادریس خلف مولانا محمد شمس الحق
۵۰ مولوی فیاض الدین عظیم آبادی محدث
۵۱ مولوی ابراہیم بن مولانا لطف علی بہاری دھنپورہی
۵۲ مولوی محمد ابراہیم ڈیانواں
۵۳ مولوی عبدالجبار مرحوم ڈیانواں
۵۴ مولوی نذیر الدین نگرنہسہ

ضلع پٹنہ

۵۵ مولوی عبدالعزیز مرحوم نگرنہسہ
۵۶ مولانا عبداللہ پنجابی گیلانی
۵۷ مولانا سعادت حسین بہاری سابق مدرس مدرسہ احمدیہ آرہ و مدرسہ عالیہ کلکتہ
۵۸ مولوی حکیم محمد احسن عظیم آبادی افسر الاطبا بھوپال
۵۹ مولوی حافظ عبداللہ صاحب بازید پوری شاگرد قبل غدر
۶۰ شاہ عبدالصمد کاکو
۶۱ مولوی عبداللہ کاکو
۶۲ مولوی عبدالحی عظیم آبادی
۶۳ مولوی نورالحق ایضاً
۶۴ مولوی نجم الدین بہاری
۶۵ مولوی محمد بہاری
۶۶ مولوی ادریس عظیم آبادی
۶۷ مولوی بشارت کریم مرحوم دِسنوی بہاری
۶۸ مولوی فضل کریم بدوسری
۶۹ مولوی اسحٰق عظیم آبادی
۷۰ مولوی امیر علی ایضاً
۷۱ مولوی مجو ایضاً
۷۲ مولوی عبداللہ ایضاً
۷۳ مولوی محمد اصغر بہاری
۷۴ مولوی محمد اسحٰق ایضاً

صوبہ بہار

ضلع پٹنہ

۷۵ مولوی ابوالحسن بہاری شاگرد قبل غدر

۷۶ مولوی محمد عبدالوہاب بہاری سترہدی

۷۷ مولوی شہود الحق مرحوم پٹھانان مولف "بحر خخار" رد انتصار الحق

۷۸ مولوی محمد حیات بہاری

۷۹ مولوی محمد عظیم آبادی

۸۰ مولوی سید محمد عبدالودود

۸۱ مولوی عبدالحکیم بن مولوی عظمت اللہ منیری بہ پورہ

۸۲ مولوی محمد صادق بہاری

۸۳ مولوی محمد ابراہیم بیاپوری

۸۴ مولوی عبدالرحمٰن اگانواں

ضلع سارن

۸۵ مولوی احسان اللہ شاگرد قبل غدر

۸۶ مولوی حکیم محمد احسن سیواں

۸۷ مولوی امیر حسن

۸۸ مولوی محمد احسن سیواں

۸۹ مولوی حسن الدین ایضاً

۹۰ مولوی حکیم عبدالعزیز مرحوم ایضاً

۹۱ مولوی حافظ عبداللہ کوپا سموتا نزیل کلکتہ

۹۲ مولوی عبدالخالق

ضلع مظفرپور

۹۳ مولوی محمد علی اموا

۹۴ مولوی حکیم حافظ محمد حسن ضریر البصر پنجابی حاجی پوری

۹۵ مولوی زکریا مرحوم مدرس

موتیہاری

۹۶ مولوی عبدالرشید بتیا

ضلع دربھنگہ

۹۷ مولانا حافظ عبدالعزیز سلمہ اللہ تعالیٰ رحیم آبادی مؤلف حسن البیان مقتدائے اہل حدیث مظفرپور و دربھنگہ و دیناجپور وغیرہ حصص بنگالہ، فن مناظرہ کے ساتھ خاص دلچسپی رکھتے ہیں مگر نہایت ہی زندہ دل، خلیق، ملنسار، ہمدرد، دوستی کے پکے، ارادے کے مضبوط، دھن کے پورے اور جفاکش آدمی ہیں

۹۸ مولوی عبدالرحیم رحیم آبادی برادر کلاں مومی الیہ

۹۹ مولوی محمد یٰسین مرحوم رحیم آبادی المتوفی سنہ ۱۳۲۰ھ برادر خورد مومی الیہ

۱۰۰ مولوی محمود بن مولوی عبدالرحیم رحیم آبادی

۱۰۱ مولوی محمود مرحوم دیگرا

۱۰۲ مولوی عبدالنور ایضاً

۱۰۳ مولوی الطاف حسین فاضل پور

۱۰۴ مولوی محمد صالح بندھولی

صوبہ بہار

ضلع دربھنگہ

۱۰۵ مولوی ابوالسعادات عبدالحمید مرحوم بریول

۱۰۶ مولوی ابوالبرکات فیض الحسن ایضاً

ضلع مُنگیر

۱۰۷ مولوی سید عبدالحفیظ ابن مولوی سید توسل حسین مرحوم برادر خورد شیخ سورج گڈھ

۱۰۸ مولوی سید انور حسین مُنگیر

ضلع مُنگیر

۱۰۹ مولوی ابوعمران عطاء الحق نبی نگر

صاحب گنج گیا

۱۱۰ مولوی محمد اسحٰق مرحوم مدرس مدرسہ بنگلور

۱۱۱ مولوی تبارک حسین

۱۱۲ مولوی شیر محمدؒ

۱۱۳ مولوی محمد ذاکر

۱۱۴ مولوی عبدالستار

بنگال

اسمائے ذیل کے آگے صرف لفظ "بنگالی" لکھا ہوا ہے اس لئے اِسی جگہ سب کو اکٹھے درج کئے دیتے ہیں اُس کے بعد ضلع وار فہرست ہوگی۔

بنگال

۱۱۵ مولوی مستفیض الرحمٰن

۱۱۶ مولوی غلام رحمٰن

۱۱۷ مولوی نسیم الدین

۱۱۸ مولوی عبدالرحمٰن

۱۱۹ مولوی عبدالعزیز

۱۲۰ مولوی لطف الرحمٰن

۱۲۱ مولوی ظہیر الدین

۱۲۲ مولوی عبدالسبحان

۱۲۳ مولوی امیر حسن

۱۲۴ مولوی مستفیض الدین

۱۲۵ مولوی عبدالقادر

بنگال

۱۲۶ مولوی عبدالغفور مولف "الکلام المتکفل شرح الطہر المتخلل"

۱۲۷ مولوی عبدالباری

۱۲۸ مولوی سلیمان

۱۲۹ مولوی عبدالمجید

۱۳۰ مولوی شیر الدین

۱۳۱ مولوی منیر الدین

۱۳۲ مولوی گلزار علی

۱۳۳ مولوی محمد سیف اللہ

۱۳۴ مولوی عین الدین

۱۳۵ مولوی رفاعت اللہ

بنگال

ضلع بردوان

۱۳۶ مولوی محمد بن مولوی ظل الرحیم مرحوم تلمیذ مولانا شہید علیہ الرحمۃ

۱۳۷ مولوی اسحٰق

۱۳۸ مولوی عبدالرحمٰن بن ظل الرحیم

۱۳۹ مولوی احسان کریم

۱۴۰ مولوی عبدالرحیم

۱۴۱ مولوی فضل کریم ہیڈ مولوی مدرسہ عالیہ ڈھاکہ

۱۴۲ مولوی نعمت اللہ

ضلع چاٹگام

۱۴۳ مولوی بخشی علی

۱۴۴ مولوی حیدر علی اسلام آبادی مہاجر

۱۴۵ مولوی اسد علی

۱۴۶ مولوی حسن الزماں

۱۴۷ مولوی عبدالفتاح

۱۴۸ مولوی بخشش علی

۱۴۹ مولوی منیر الدین بن مولوی حسن علی مرحوم اسلام آبادی

ضلع دیناج پور

۱۵۰ مولوی عبدالباسط

۱۵۱ مولوی عبدالحمید

۱۵۲ مولوی امانت اللہ

۱۵۳ مولوی محمد حسین

۱۵۴ مولوی عیسیٰ

ضلع دیناج پور

۱۵۵ مولوی عبدالمالک

۱۵۶ مولوی ابوسعید

ضلع ڈھاکہ

۱۵۷ مولوی نصیر الدین

۱۵۸ مولوی عبداللہ

۱۵۹ مولوی عبدالغفور

۱۶۰ مولوی ابراہیم

۱۶۱ مولوی حیدر علی

ضلع رام پور بولیہ

۱۶۲ مولوی شریعت اللہ

۱۶۳ مولوی عنایت علی

۱۶۴ مولوی فخر

ضلع راج شاہی

۱۶۵ مولوی محمد ابن مولوی کرامت اللہ

۱۶۶ مولوی رحیم بخش

۱۶۷ مولوی اصغر علی

۱۶۸ مولوی مولائی

ضلع رنگ پور

۱۶۹ مولوی عبدالحلیم

۱۷۰ مولوی عبدالہادی

۱۷۱ مولوی ظہیر الدین

۱۷۲ مولوی عطاء اللہ

بنگال

ضلع سلہٹ

۱۷۳ مولوی محمد طاہر مدرس

۱۷۴ مولوی حسن علی

۱۷۵ مولوی عبد الباری

۱۷۶ مولوی محمد یعقوب

کلکتہ

۱۷۷ مولوی عین الدین مٹیا برج

ضلع مرشد آباد

۱۷۸ مولوی سلیم الدین

۱۸۹ مولوی عبد العزیز

ضلع مرشد آباد

۱۸۰ مولوی نجم الدین

۱۸۱ مولوی یعقوب علی

۱۸۲ مولوی ابو محمد حفاظت اللہ

۱۸۳ مولوی ابراہیم دیپ کنڈ

ضلع ندیہ

۱۸۴ مولوی محمد اسحق بن مولوی خواجہ احمد

۱۸۵ مولوی تراب علی عرف خاکی شاہ

ضلع نصیر آباد

۱۸۶ مولوی سید خواجہ احمد

آسام

۱۸۷۔ مولوی سعد اللہ شاگرد قبل غدر

برھما

۱۸۸ مولوی محمد عمر

۱۸۹ مولوی امیر الدین

بمبئی

سندھ

۱۹۰ مولوی محمد حیات

۱۹۱ مولوی قدرت اللہ

۱۹۲ مولوی عبد الواحد

۱۹۳ مولوی سید السند ابو تراب رشد اللہ

سورت

۱۹۴ مولوی محمد بن غلام رسول

گجرات

۱۹۵ مولوی ابو احمد محمد

۱۹۶ مولوی حافظ قطب دین بکتوی گجراتی

ناگپور

۱۹۷ مولوی عبد الرحیم شاگرد قبل غدر

۱۹۸ مولوی عبد الکریم ایضاً

۱۹۹ مولوی عبد الحی

مدراس

۲۰۰ مولوی عبد الرحیم بن مسلم احمد اسحق پٹن

۲۰۱ مولوی محمد فضل اللہ بنگلوری

پنجاب

اسماے مفصلہ ذیل کے آگے صرف "پنجابی" کا لفظ لکھا ہوا ہے ضلع کا نام معلوم نہیں۔ اس کے بعد ضلع وار فہرست ہوگی۔

پنجاب	پنجاب
۲۰۲ مولوی شمس الدین شاگرد قبل غدر	۲۲۱ مولوی صوبہ
۲۰۳ مولوی جلال الدین ایضاً	۲۲۲ مولوی فخر الدین
۲۰۴ مولوی امام الدین دوجانوی ایضاً	۲۲۳ مولوی شیخ احمد ضریر البصر پنجابی دہلوی
۲۰۵ مولوی عبدالقدوس نحوی کھنڈی	۲۲۴ مولوی حافظ بخش اللہ ضریر البصر پنجابی دہلوی
۲۰۶ مولوی عبیداللہ صاحب تحفۃ الہند و تحفۃ الاخوان وغیرہ	۲۲۵ مولوی ولی محمد
۲۰۷ مولوی عبدالحق	۲۲۶ مولوی عظیم اللہ
۲۰۸ مولوی حافظ الدین	۲۲۷ مولوی عبدالخالق
۲۰۹ مولوی عبدالرحمن سرسوی	۲۲۸ مولوی احمد سعید
۲۱۰ مولوی عبدالباسط	۲۲۹ مولوی اللہ داد
۲۱۱ مولوی محمد عبدالحکیم کلانوری	۲۳۰ مولوی قدرت اللہ
۲۱۲ مولوی غلام احمد	۲۳۱ مولوی عبدالقادر
۲۱۳ مولوی عبدالوہاب	۲۳۲ مولوی ابوعبدالرحمن محمد مرحوم نومسلم
۲۱۴ مولوی عبدالمجید	۲۳۳ مولوی عبدالحمید کرانوی
۲۱۵ مولوی عبدالرحیم	۲۳۴ مولوی احمد
۲۱۶ مولوی حافظ الدیا ضریر البصر	۲۳۵ مولوی علی محمد
۲۱۷ مولوی بدرالدین	۲۳۶ مولوی ابوداؤد عبداللہ بیری پنجابی
۲۱۸ مولوی احمداللہ	۲۳۷ مولوی محمد حسن دھرم کوٹی
۲۱۹ مولوی محمد یوسف	۲۳۸ مولوی محمد حسین بنیوی
۲۲۰ مولوی حافظ عبدالوہاب ضریر البصر	۲۳۹ مولوی اسمٰعیل دلادسی

پنجاب

ضلع امرتسر

۲۴۰ مولانا محمد اعظم بن محمد بن محمد بن محمد الشہیر بعبد اللہ الغزنوی امرتسری المتوفی لیلۃ الثلثاء ۱۵ ربیع الاولیٰ ۱۲۹۸ھ

آپ صوفی محدث تھے

تیرھویں صدی ہجری میں اگر کوئی شخص تصوف نبوی کا نمونہ دیکھنا چاہتا تو اُس کے لئے آپ کی ذات بابرکات کے برابر کوئی دوسرا نمونہ نہیں مل سکتا تھا آپ کے دو رویاے صالحہ جناب مولوی عبد الجبار صاحب (آپ کے صاحبزادے) کے دست خاص کے لکھے ہوئے اُس وقت میرے سامنے رکھے ہوے ہیں جن کی نقل خالی از دلچسپی نہیں ہے۔

(۱) دیدم کہ درتہ خانہ زینہ دار فرو می روم وقتے کہ بہ صحن خانہ رسیدم چراغ روشن یافتم و دراں حالت در بغلم کتاب "صحیح بخاری" بود پیش چراغ نشستہ کتاب مذکور وا نمودم می بینم کہ کتاب از اول تا آخر سیاہ گشتہ دودۂ دُخانیہ چناں براں

ضلع امرتسر

چسپیدہ کہ حروف بہ نظر نمی آید آخر الامر رومالے را گرفتم و از اوّل کتاب صاف نمودن شروع نمودم ورق ورق صاف نمودہ قریب آخر رسانیدم اوراق متعددہ باقی ماندہ نہایت ماندہ شدہ نفس سرد کشیدہ گفتم اللہ اکبر چہ قدر تکلیف برداشتم و دراں خواب چہرۂ خود بہ نظر می آید می بینم کہ گرد آں کتاب براستانم نمودار می باشد در تعبیر ایں خواب حیران بودم کہ اتفاق سفر دہلی کہ بہ نسبت بلاد ما نہایت زیر است اُفتاد و بخدمت خاتم المحدثین شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب رسیدم و کتاب صحیح بخاری شروع نمودم دراں میاں بلواے دہلی شروع شد در عین بلواے شدید کہ ہر کس لنفسہ جان خود بود من مشغول بہ خواندن کتاب مذکور تا حدے کہ نصاریٰ غالب آمدند اہل بلدہ را متفرق نمودند دراں ایام کتاب صحیح بخاری قریب الاختتام بود مگر بسبب پراگندگی اہل بلدہ درمیان من

ؔ میاں صاحب فرماتے تھے کہ توپ کے گولے دنادن شہر میں برستے تھے اور میری مسجد واقع پنجابی کٹرہ پر سے بھی گذرتے تھے ایک گولہ میری مسجد کے صحن میں بھی گرا مگر ہم اور عبد اللہ صاحب سارے دن صحیح بخاری کے پڑھانے اور پڑھنے میں مشغول رہتے تھے ۱۲

پنجاب

ضلع امرت سر

وسید صاحب (شیخ) ہم جدائی اُفتاد
وکتاب ناتمام ماند تعبیر خواب ہمیں بود کہ
زیرخانہ دہلی بود وچراغ سید صاحب
مذکور وصاف نمودن صحیح بخاری آں
بود درا عسر اوقات الا اوراق چند کہ
بنابر لاچاری باقی ماند فقط
(۲) دیدم کہ از دہان شیخنا سید
محمد نذیر حسین صاحب چشمۂ شیریں
جاری است وآں شربت در ہر دو دست
من می ریزد ومن آں را می نوشم مطلب کہ
چشمۂ آں شربت از دہان شیخنا می باشد
ومجرائے آں ہر دو دست من دمدخل
آں فم من می باشد در تعبیر ایں خواب
متحیر بودم کہ اتفاقاً فرزندم عبد الجبار
بخدمت شیخ مذکور رسیدہ وتحصیل علم حدیث
از ایشاں نمود چشمۂ شیریں علم حدیث
است کہ از جناب سامی جاری است
وتحصیل علم حدیث فرزندم از جناب ایشاں
نوشیدن من است ازاں چشمۂ شیریں
کہ فرزند مذکور جزو من است واز باقیات
صالحات من خواہد شد انشاء اللہ تعالےٰ۔
آپ نے اپنے چار صاحب زادوں کو
تحصیل علم حدیث کے لئے جناب میاں صاحب

ضلع امرت سر

کے حضور میں دہلی بھیجا اور چاروں
دہلی سے کامیاب ہوکر اپنے سبے نظیر
باپ کی جناب میں حاضر ہوئے۔

۲۴۱ مولانا محمد غزنوی امرتسری خلف اکبر
جناب ممدوح المتوفی ۱۲۹۶ھ آپ نے
اپنے والد ماجد کی زندگی ہی میں وفات
کی تفسیر جامع البیان پر اُن کا حاشیہ ہے

۲۴۲ مولانا عبد الجبار رحمہ اللہ تعالیٰ غزنوی
امرتسری جانشین والد ماجد قدس سرہٗ

۲۴۳ مولانا عبد الواحد بن عبد اللہ غزنوی
امرتسری

۲۴۴ مولانا عبد اللہ بن عبد اللہ غزنوی

۲۴۵ مولوی عبد الاول بن محمد عبد اللہ الغزنوی
امرتسری

۲۴۶ مولوی عبد القدوس بن عبد اللہ غزنوی "

۲۴۷ مولوی عبد الغفور بن محمد غزنوی "

۲۴۸ مولوی عبد الاعلیٰ بن عبد العزیز غزنوی "

۲۴۹ مولوی عبد الحق بن عبد العزیز غزنوی

۲۵۰ مولوی ابو الوفا ثناء اللہ مؤلف تفسیر
ثنائی وایڈیٹر ماہوار رسالہ "اہل حدیث"
امرت سر

۲۵۱ مولوی جمال بن حافظ محمود

۲۵۲ مولوی محمد علی واعظ

پنجاب

ضلع پانی پت

۲۵۳ قاضی محفوظ اللہ نبیرۂ قاضی ثناء اللہ صاحب تفسیر مظہری

۲۵۴ مولوی عبد الغنی

۲۵۵ مولوی عبد الحکیم

پاک پٹن

۲۵۶ مولوی محمد شاہ صاحب تنویر الحق

پشاور

۲۵۷ قاضی طلا محمد خان المتوفی سنہ ۱۳۱۱ھ فی المکۃ المعظمۃ۔

یہ بزرگ علاوہ فاضل، فقیہ اور محدث ہونے کے بہت بڑے فصیح و بلیغ شاعر عربی و فارسی کے تھے آپ کے بعض قصائد کا انتخاب "**باب ہفتم شعرائے علام کے قصائد شیخ کی مدح میں**" درج ہو چکا ہے اور اسی باب میں آپ کا ترجمہ بھی لکھا گیا ہے۔

۲۵۸ ملا صدیق مدظلہ عالم، فاضل، فقیہ اور محدث ہونے کے علاوہ یہ بزرگ بہت بڑے اصولی ہیں۔ نور الانوار، توضیح و تلویح، مسلم الثبوت، شرح مسلم الثبوت، اشباہ و نظائر، مصفیٰ امام غزالی، محصول امام رازی

پشاور

حسامی وغیرہ وغیرہ اصول کی کتابوں کے نہ صرف مضامین ہی پر وسیع نظر رکھتے بلکہ کتب اصول کی معتد بہ حصہ عبارتیں ازبر ہیں۔ اور منتخب الحصول فی علم الاصول و مسلم الثبوت کے تو حافظ ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک مولوی صاحب اور ملا صاحب کے درمیان تقلید کا مسئلہ چھڑ گیا۔ مولوی صاحب نے مسلم الثبوت کی عبارت مستند المقلد قول المجتہد لا ظنہ و لا ظنہ پڑھی۔

ملا صاحب نے حسب عادت اپنی فرمایا اوے مسلم ساری حفظ۔ مسلم کو لاؤ نہ میں تم کو بتاؤں۔ مولوی صاحب نے مسلم پیش کی۔

ملا صاحب نے فرمایا کہ یہ مضمون تفریع ہے فقہ کی تعریف کی۔ وہاں سے دیکھو تب تمھاری سمجھ میں اس کا مطلب آئے گا یہ کہہ کر مسلم کی عبارت الفقہ حکمۃ فرعیۃ شرعیۃ سے شروع کیا اس موقع کی تقریر، فقہ کی تعریف کے اجزا کی بحث اور قیود کے فوائد کا

پنجاب

پشاور	پشاور
بیان سننے ہی سے تعلق رکھتا تھا۔ طرہ اُس پر یہ تھا کہ اختلافات تعریف بعض اہل اصول (جیسے امام غزالی کا احتراز عن التصوف والکلام کی غرض سے قیود بڑھانے) کے متعلق جو تقریر فرماتے تھے اُس میں اعلیٰ درجہ کے مصنفین اور اُن کے تصانیف (جو اِس زمانہ میں متداول نہیں ہیں) کے	نام بتاتے جاتے تھے۔ ۲۵۹ مولوی عبدالصمد نزیل بھوپال ۲۶۰ مولوی عبداللہ بن قاضی منصور خاں ۲۶۱ ملا عبدالمجید ۲۶۲ ملا محمد عارف نزیل ڈھاکہ **جھسلم** ۲۶۳ مولوی حافظ قطب الدین ۲۶۴ مولوی عظیم اللہ

پنجاب

ضلع دہلی	ضلع دہلی
۲۶۵ مولانا سید شریف حسین المتوفی سنہ ۱۳۰۴ھ شیخ کے بیٹے آپ کے نام نامی کو تو اس فہرست میں سب سے پہلے لکھنا مناسب تھا مگر بسبب پابندی ترتیب صوبجات و اضلاع میرے قلم کو اس بات کا شرف اب حاصل ہوا ہے بایں ہمہ ع صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست اور فی الواقع اس اولیت کی اولویت نہ صرف اس لئے ہے کہ نامور باپ کے بیٹے تھے بل کہ اس لئے کہ آپ کی صلاح و تقویٰ کی نظیر تیرھویں صدی	میں ملنی دشوار تھی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ سے زیادہ میاں صاحب کا فیض کسی دوسرے شاگرد کو نہیں پہنچا کیوں کہ پانچ برس کی عمر سے پچپن برس کی عمر تک (پچاس برس) کچھ نہ کچھ پڑھتے ہی رہے اور ابتدا سے انتہا تک جو کچھ پڑھا اپنے اُسی نامور باپ سے پڑھا۔ جس کے شاگردوں کے اسمار کی یہ نہایت ہی مختصر اور غیر قابل تشفی فہرست ہے (کیوں کہ جناب مولوی تلطف حسین صاحب و حافظ محمد حسین

پنجاب

ضلع دہلی

صاحب کے بیان کے مطابق شاگردوں کی تعداد کم سے کم بیس ہزار ہوگی اور اتباع کی تعداد اسی لاکھ تک بیان کی جاتی ہے۔

میں بہ تقریب کارونیشن یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو جب دہلی گیا تو جناب مولوی تلطف حسین صاحب سے دریافت کیا کہ آپ پچیس ۲۵ چھبیس برس تک سفر و حضر میں برابر میاں صاحب کے ساتھ رہے آپ نے کوئی فہرست تلامذہ کی مرتب کی ہے یا نہیں؟

اِس کے جواب میں اُنہوں نے فرمایا کہ میرے متعلق جب طلبہ کے کھانے کا انتظام تھا اُس وقت میں نے ایک رجسٹر بنایا تھا اور تین برس تک لکھنے کا انتظام کیا اِس رجسٹر میں بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ نام درج ہوئے تھے پھر کثرت اشغال و تجارت کے سبب میں اِس انتظام کو قائم نہ رکھ سکا۔

اُس کے بعد ۲۰ر فروری ۱۹۰۳ء کو مجھ سے مولوی حافظ محمد حسین بغر البصر پنجابی سے ملاقات ہوئی تو اُن سے میں نے اُن کے تلمذ کی نسبت سوال

ضلع دہلی

کرنا شروع کیا۔ بغیر اس کے کہ میں اپنے دہلی جانے اور مولوی تلطف حسین صاحب کی ملاقات کا ذکر کروں۔ اُنہوں نے اپنی نسبت کہا کہ میں جس وقت پڑھنے کے لئے دہلی گیا تھا تو میرا نمبر بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ تھا اور (اُس وقت ایک رجسٹر بھی نمبر شمار کا وہاں تھا) مولانا سید شریف حسین مرحوم نے میاں صاحب کے اکثر فتاوے کی نقل کر لی تھی اور جب سے اُن کو نقل فتاوے کا خیال ہوا (اگرچہ مدت مدید کے بعد ہوا کیوں کہ میں نے خود میاں صاحب سے بلا واسطہ سنا ہے کہ "میرے فتوے اس وقت اگر مدون رہتے تو چار فتاوے عالمگیری کے برابر تو ہوتے") اُس وقت سے تو کوئی فتوے قبل از نقل جاری ہوتا ہی نہ تھا۔

وفات سے بہت برسوں پہلے آپ گھر پر علوم درسیہ، فقہ، حدیث اور تفسیر کا درس دیتے اور بطور خود افتا کا کام بھی کرتے میاں صاحب کی خواہش تھی کہ طلبہ اُن سے

پنجاب

ضلع دہلی

پڑھیں مگر جو لوگ کہ میاں صاحب
سے پڑھنے کے شوق میں جاتے تھے
اُن لوگوں کے دل پر یہ بات گراں گزرتی
اور میاں صاحب کسی کی دل شکنی
روا نہ رکھتے اس سبب سے اُن کے
درس کو جیسا فروغ ہونا چاہتا تھا نہ ہوا
بااین ہمہ جن لوگوں نے آپ سے
پڑھا ہے اُن کا بیان ہے کہ "حدیث
پڑھاتے وقت سبق والی حدیث
کے متعلق بکثرت احادیث مختلفہ کا
حوالہ کتب مختلفہ سے دیتے اُس پر
جرح و تعدیل حسب اصول حدیث
کر کے ضعیف، حسن یا صحیح ثابت
کرتے۔ پھر مذاہب مختلفہ ائمہ و علما
سے "حدیث باب" کے متعلق بحث
کر کے فیصلہ کر دیتے۔ اور جزئیات
پر تو ایسی نظر تھی کہ شاید و باید"
آپ کی تعزیت میں جب کہ مولوی
عبدالغفار مرحوم نے میاں صاحب
کے حضور میں تعزیت نامہ لکھا۔ تو اُس کے
جواب میں جو خط شیخ نے لکھا اُس کے
سرنامہ پر یہ شعر تھا ؎

راہ چپ کرد حریفانہ بہار از چمنم
غنچہ سن ماندم و ہنگام شگفتن بگذشت

امامت نماز پنجگانہ کی آپ ہی کرتے اور
کوئی نماز آدھے گھنٹے سے کم میں تمام نہ کرتے
بل کہ صبح و ظہر کی نماز میں تو کبھی
پورا گھنٹہ بھی ختم ہو جاتا۔
شیخ ہمیشہ فرماتے "میرا جیسا
امام دہلی سے کلکتہ تک نہیں" مولانا
مرحوم کے مزاج میں سادگی حد سے
زیادہ تھی بے تکلف سودا بازار
سے خرید لاتے اور سلام کرنے میں
ہمیشہ سبقت کرتے۔ آپ بہت بڑے
خوش نویس تھے اور اس فن کو
میر پنجہ کش سے حاصل کیا تھا۔
آپ کے دو صاحبزادے جوان ہیں

۲۶۶ بڑے کا نام حافظ مولوی عبدالسلام
۲۶۷ اور چھوٹے کا نام مولوی سید ابوالحسن ہے
خدا ان دونوں کو زندہ رکھے اور
ایسی توفیق خیر عنایت فرمائے کہ
اپنے نامور دادا کے باقیات الصالحات
کہے جا سکیں۔

۲۶۸ مولوی سید احمد حسن مؤلف
درتلخیص الانظار فیما بنی علیہ الانتصار
یہ مختصر رسالہ قابل دید ہے جس میں

پنجاب

ضلع دہلی

انتصار الحق کی تردید بطور معقول ایسی مسکت لکھی ہے۔ کہ باوجود اشتہار مؤلف کے ابھی تک اس معقولی رسالے کا جواب لکھنے پر کسی اہل قلم نے ہمت کی نہ کوئی قلم اٹھا۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ انتصار الحق آٹھ برسوں کی محنت کا نتیجہ تھا اور یہ رسالہ ایسی جلدی میں چھاپ کر شائع کیا گیا کہ ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۰ھ میں انتصار اُن کے ہاتھ لگی اور ۲۵۔جمادی الثانی سنہ صدر کو (دس دنوں میں) اُس کا جواب طبع کرا کے صاحب انتصار الحق کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا۔

اِس پر دو تقریظیں ہیں۔ ایک مولانا محمد بشیر صاحب مدظلہ سہسوانی کی اور دوسری مرزا محمد عبداللہ صاحب حنفی دہلوی کی۔

۲۶۹ مولوی محمد کامل
۲۷۰ مولوی محمد حسین
۲۷۱ مولوی حافظ عبدالغفار
۲۷۲ مولوی حافظ عبدالرحمٰن
۲۷۳ مولوی عبدالحق مؤلف تفسیر حقانی

ضلع دہلی

۲۷۴ مولوی حفیظ اللہ خاں واعظ
۲۷۵ مولوی عبدالرب مرحوم واعظ
۲۷۶ شمس العلماء مولوی نذیر احمد ال ال ڈی بجنوری دہلوی۔ مترجم قرآن مجید و مصنف "توبۃ النصوح" "بنات النعش" وغیرہ وغیرہ
۲۷۷ مولوی یوسف نقشہ نویس
۲۷۸ مولوی عبدالقادر امام مسجد کلاں عرف کالی مسجد
۲۷۹ مولوی میر محمد امام جامع مسجد دہلی
۲۸۰ مولوی رحیم بخش امام مسجد فتحپوری
۲۸۱ حافظ احمد
۲۸۲ حکیم محمد عبدالمجید خان مرحوم حاذق الملک
۲۸۳ حافظ مولوی عبدالوہاب ضریر البصر
۲۸۴ حافظ مولوی بخش اللہ ضریر البصر
۲۸۵ حافظ مولوی غلام اکبر خاں المتخلص بہ مسلم صاحب دیوان مسلم
۲۸۶ حافظ مولوی محمد اکبر واعظ

ڈیرہ اسمٰعیل خاں

۲۸۷ مولوی عبداللہ

راولپنڈی

۲۸۸ مولوی عبداللہ فتح جنگی راولپنڈی

پنجاب

راولپنڈی

۲۸۹ مولوی عبدالصمد البرہانوی راولپنڈی

۲۹۰ مولوی ہدایت اللہ ایضاً

ضلع سیالکوٹ

۲۹۱ مولوی محمد بنانوالی سیالکوٹی

۲۹۲ مولوی محمد ابراہیم "

۲۹۳ مولوی خدا بخش "

۲۹۴ مولوی ابوالحسن

۲۹۵ مولوی ابراہیم حمید پوری

شاہ پور

۲۹۶ مولوی غلام حسین شاگرد قبل غدر

مولوی فقیر اللہ مدرس بنگلور ایضاً

فیروز پور

۲۹۸ مولوی عبدالعزیز

۲۹۹ مولوی محمد حسین بن مولوی محمد بن بارک اللہ لکھوی ایضاً

۳۰۰ مولوی محمد شاگرد قبل غدر

۳۰۱ مولوی محمد یوسف بن ابراہیم البگیلوی

فروکہ

۳۰۲ مولوی غلام محی الدین دجھوکی

کشمیر

۳۰۳ مولوی عبدالعظیم جموں

.. ..

.. ..

ضلع گورداس پور

بٹالہ

۳۰۴ مولانا ابوسعید محمد حسین مدظلہ۔ مشہور ماہوار رسالہ "اشاعۃ السنۃ" کے مالک اور ایڈیٹر ہیں۔ شیخ کے حضور میں ایک مدت مدید تک تحصیل علوم میں مصروف رہے بلکہ شیخ کی آخر عمر تک کسب فیض اور عقدہائے مالاینحل کو حل کرتے رہے آپ کے مستفیدین اور تلامذہ بھی بہت ہیں اور پنجاب کے مشہور تر بزرگ ہیں۔ "منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری" بھی آپ ہی کی تالیفات لطیفہ سے ہے

۳۰۵ مولوی میر حسن شاہ

۳۰۶ مولوی محمد عثمان بن مولوی نظام الدین فتح گڑھی ایضاً

۳۰۷ مولوی محمد اعظم بن مولوی نظام الدین ایضاً ایضاً

۳۰۸ مولوی محمد فاضل بن مولوی محمد اعظم ایضاً ایضاً

ضلع گوجرانوالہ

۳۰۹ مولوی عبدالحمید بن عبداللہ سوہدری

۳۱۰ مولوی غلام نبی سوہدری

۳۱۱ مولوی احمد علی

پنجاب

ضلع گوجرانوالہ

۳۱۲ مولوی عبداللہ غلام رسول (قلعہ میاں سنگھ)
۳۱۳ مولوی علاء الدین
۳۱۴ مولوی محمد عثمان داماد مولوی غلام رسول موصوف
۳۱۵ مولوی شہاب الدین
۳۱۶ مولوی محمد (قلعہ میاں سنگھ)

لاہور

۳۱۷ مولوی فضل حق
۳۱۸ مولوی رحیم بخش
۳۱۹ مولوی غلام احمد مدرس مدرسہ نعمانیہ
۳۲۰ مولوی فاضل عبدالحکیم مدرس
۳۲۱ مولوی حافظ ولی اللہ واعظ
۳۲۲ مولوی اسمٰعیل
۳۲۳ مولوی ابراہیم بیگ پوری
۳۲۴ مولوی عبداللہ بیرکھانوی
۳۲۵ مولوی محمد کھڈیانوی
۳۲۶ مولوی قاضی ظفرالدین نائب مدرس دارالعلوم لاہور
۳۲۷ مولوی عبدالحکیم پروفیسر دارالعلوم لاہور

ضلع لودھیانہ

۳۲۸ مولوی محمد اسحٰق باڑی والے
۳۲۹ مساۃ فضیلت زوجہ محمد اسحٰق موصوف
۳۳۰ مساۃ ام سلمہ بنت محمد اسحٰق موصوف
۳۳۱ مولوی عبدالودود بن محمد اسحٰق موصوف
۳۳۲ مولوی عبداللہ
۳۳۳ مولوی حافظ محمد داؤد کوٹلوی

مظفر آباد

۳۳۴ مولوی سکندر

ملتان

۳۳۵ مولوی شیخ محمد شاگرد قبل غدر
۳۳۶ مولوی نور محمد
۳۳۷ مولوی محمد عبدالوہاب
۳۳۸ مولوی عبدالقیوم
۳۳۹ مولوی عبدالتواب
۳۴۰ مولوی عبدالعزیز بن محمود
۳۴۱ مولوی عبدالحق بن محمود

وزیر آباد

۳۴۲ مولوی محمد حیدر علی
۳۴۳ مولوی عبدالقادر
۳۴۴ مولوی حافظ عبدالمنان بڑے محدث مدرس اور صاحب فضل و کمال ہیں۔

ہزارہ

۳۴۵ ملا محمد حسین بن عبدالستار مؤلف شرح الشرح نخبہ وغیرہ پکلوی
۳۴۶ مولوی عبدالخالق

پنجاب

ہزارہ

٣٤٧ مولوی سید عطاء اللہ نبیرہ مولانا حسن شاہ

٣٤٨ مولوی ابو اسمٰعیل یوسف حسین خان پوری قابل، فاضل اور ادیب ہیں۔

٣٤٩ مولوی محمد خان پوری

٣٥٠ مولوی قاضی عبد الاحد خان پوری

ہزارہ

٣٥١ مولوی عبد اللہ خان پوری

٣٥٢ مولوی محمد یٰسین ہزاروی

٣٥٣ مولوی محمد یعقوب ہزاروی

ہوشیار پور

٣٥٤ مولوی حافظ عمر الدین

٣٥٥ مولوی محمد خلیل

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

ضلع اعظم گڈھ

٣٥٦ مولوی محمد حسین

٣٥٧ قاضی مولانا بخشش احمد قاضی پوری

٣٥٨ مولوی حفیظ اللہ

٣٥٩ مولوی عبد العزیز

٣٦٠ مولوی سعد اللہ بن حکیم رکن الدین مئو

٣٦١ مولوی سلامت اللہ جے راج پور

٣٦٢ مولوی عبد الغفور

٣٦٣ مولوی کامل

٣٦٤ مولوی حبیب اللہ چاند پاری

٣٦٥ مولوی محمد اسحٰق بن شیخ نعمت اللہ مرحوم قصبہ کوپا گنج

٣٦٦ مولوی عبد الکریم

٣٦٧ مولوی ابو تراب حیدر علی چاند پاری

٣٦٨ مولوی محمد اکبر

ضلع اعظم گڈھ

٣٦٩ مولوی محمد جمیل

٣٧٠ مولوی سلیم اللہ

٣٧١ مولوی ابو المکارم محمد علی مئو بن مولوی فیض اللہ

٣٧٢ مولوی حافظ محمد یعقوب قصبہ گھوسی

٣٧٣ مولوی محمد حامد مئو

٣٧٤ مولوی محمد نعمان مئو

٣٧٥ مولوی حافظ خادم حسین

٣٧٦ مولوی محمد شفیع

٣٧٧ مولوی اکبر خاں

٣٧٨ مولوی محمد سعد عرف جہانگیر کوپا مئو

٣٧٩ مولوی توکل شاہ

٣٨٠ مولوی محمد عبد السبحان مئو شمس آباد

٣٨١ مولوی عبد اللہ مئو

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

ضلع اعظم گڈھ

۳۸۲ مولوی محمد عبد الرحمٰن بن حافظ عبد الرحیم مبارک پوری
۳۸۳ مولوی حافظ محمد عبد القادر مئو
۳۸۴ مولوی علی حسین خاں
۳۸۵ مولوی نور محمد
۳۸۶ مولوی رحیم اللہ
۳۸۷ مولوی فصیح
۳۸۸ مولوی عبد اللہ مدرس جیراج پوری
۳۸۹ مولوی خلیل الرحمٰن مئو
۳۹۰ مولوی ابو المعالی محمد علی بن حسام الدینؒ
۳۹۱ مولوی ابو النعمان عبد الرحمٰن بن حافظ عبد الرزاق
۳۹۲ مولوی احمد بن حسام الدین
۳۹۳ مولوی عبد السلام بن خان محمد مبارک پوری
۳۹۴ مولوی عبد الرحمٰن مرحوم بن حکیم باب اللہ مئو بنارسی
۳۹۵ مولوی عبد اللہ احسن مرحوم مئو

اکبر آباد

۳۹۶ مولوی عبد الغفور
۳۹۷ مولوی عبد الغنی
۳۹۸ مولوی عبد اللہ ولایتی
.. .. ..

اجمیر راجپوتانہ

۳۹۹ مولوی حافظ عبد العزیز

الہ آباد

۴۰۰ مولوی احمد اللہ

امروہہ

۴۰۱ مولوی آل حسن مؤلف نخبۃ التواریخ

بجنور

۴۰۲ مولوی محمد حسین
۴۰۳ مولوی عبد الصمد
۴۰۴ مولوی علی احمد
۴۰۵ مولوی وصیت علی مرحوم

بدایوں

۴۰۶ مولوی الطاف الغنی

بلند شہر

۴۰۷ مولوی عبد الحق

بلیا

۴۰۸ مولوی لطف علی ریوتی

بنارس

۴۰۹ مولوی سید نذیر الدین احمد مدرس و مترجم شفا رقاضی عیاض و تواریخ تیمور وغیرہ
۴۱۰ مولوی حیات محمد
۴۱۱ مولوی محمد سعید مرحوم
۴۱۲ مولوی حافظ عبد المجید

ممالک متحدہ آگرہ واودھ

بنارس

۴۱۳ مولوی عبدالرحمٰن

پیلی بھیت

۴۱۴ مولوی محمدؐ بن امیرالدین ساکن دکھا

ٹونک راجپوتانہ

۴۱۵ مولوی سید محمدؐ عرفان نواسہ جناب سید احمد قدس سرہٗ، ادیب و صالح آدمی ہیں۔

۴۱۶ مولوی سید محمدؐ مصطفےٰ احمد شاہ ومنطقی

۴۱۷ مولوی حافظ محمدؐ

۴۱۸ مولوی محمدؐ اعرج

۴۱۹ مولوی حافظ عبداللہ بڑے ادیب ہیں۔

جون پور

۴۲۰ مولوی شبلی ابن علامہ سخاوت علی رحمہ

۴۲۱ مولوی حافظ محمدؐ اکبر خان

۴۲۲ مولوی احمد

۴۲۳ مولوی سراج الدین

۴۲۴ مولوی الطاف حسین مرحوم

جلیسر

۴۲۵ مولوی حمایت اللہ

، عبدالقادر

عبدالحمید

خرجہ

۴۲۸ مولوی حسین خاں۔ آپ نہایت ہی قدیم تلامذہ میں ہیں۔ میزان سے لے کر ساری کتب درسیہ وصحاح وغیرہ ذالک خود جناب میاں صاحب سے پڑھی ہیں

۴۲۹ مولوی ابوعبد عبدالرحمٰن

سہسوان

۴۳۰ مولانا امیر حسن مرحوم شیخ کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ اور آپ دونوں کا برتاؤ باپ بیٹے کا سا تھا۔ اکثر میاں صاحب آپ کا ذکر آخر عمر تک حسرت وافسوس کے ساتھ کیا کرتے "براہین اثنا عشر" رد انتصار الحق آپ ہی کی تصنیف لطیف ہے۔

۴۳۱ شمس العلما مولانا امیر احمد مرحوم خلف الصدق جناب مسبوق الذکر آگرہ میں مدرس تھے وہ اکثر جناب میاں صاحب کی زیارت کو دہلی آتے اور دادا کہتے۔ میاں صاحب کا برتاؤ ان کے ساتھ دادا پوتے کا سا تھا۔ نہایت ذہین، زکی اور قوی الحافظہ تھے۔

ممالک متحدہ آگرہ واودھ

سہسوان

جن کی نظیر بہت کم ہے صحاح کے بیشتر مقامات علی الخصوص صحیحین کا معتدبہ حصہ اسناد سمیت ازبر تھا اور منطق معقول فلسفہ کا مذاق بھی بہت ہی اچھا تھا۔ میں نے چند بار اُن کو دہلی میں دیکھا آدمی نہایت وضع دار تھے اور لباس کی قطع برید خاص دلی والوں کی سی تھی۔

۳۳۲ **مولانا محمد بشیر مدظلہ** علم حدیث کے علاوہ آپ عربی کے بہت بڑے ادیب ہیں۔ مولانا عبدالحی مرحوم لکھنوی سے خوب خوب مناظرے تحریری رہے ہے "مذہب ماثور" اور تبصرۃ الناقد میں مناظرہ کی خوبی کے علاوہ ادب بھی قابل دید ہے۔

میاں صاحب سے آپ نے اپنے مناظرہ کے موضوع پر دریافت کیا کہ متقدمین میں کسی نے اس موضوع پر کوئی کتاب لکھی ہے یا نہیں؟ میاں صاحب نے برجستہ فرمایا "صارم منکی علی صدر ابن السبکی" میں اس کی پوری بحث ہے۔ غدر سے پیشتر میرے پاس تھی غدر میں

سہسوان

لُٹ گئی۔ ہندوستان میں نہیں ملے گی عرب سے منگوا لو۔ چنانچہ وہ کتاب جب عرب سے آئی اور مولانا موصوف اپنے تحریری مناظرے میں اُس کا حوالہ دینے لگے۔ تو خود جناب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی مرحوم نے فرمایا کہ "صارم" اگر مولوی محمد بشیر صاحب کو نہ ملتی تو وہ میری کتاب کا جواب نہ لکھ سکتے۔

آپ بھوپال میں تشریف رکھتے تھے مگر جناب میاں صاحب کی وفات کے بعد آپ دہلی چلے آئے اور وہیں آپ نے اپنا درس جاری کردیا اور فی الواقع حضرت میاں صاحب کے بعد اس کی ضرورت بھی بہت تھی۔

صیانۃ الانسان ایک مبسوط کتاب بزبان عربی رد شرک میں آپ نے لکھی ہے اور تلامذہ کی بھی تعداد آپ کے بہت ہے۔

۳۳۳ مولوی عبدالواحد

۳۳۴ حکیم مولوی بدرالحسن

۳۳۵ مولوی سید عبدالودود

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

سہسوان

۴۳۶ مولوی اختر حسن بن مولوی بدرالحسن

سہارن پور

۴۳۷ حافظ عبداللہ

شاہ جہاں پور

۴۳۸ مولوی ابو یحییٰ محمد بن کفایت اللہ
بڑے قابل آدمی تھے۔

۴۳۹ مولوی محمد حسن

۴۴۰ مولوی حکیم ہدایت علی

۴۴۱ مولوی محمد حسین

۴۴۲ مولوی کفایت اللہ

غازی پور

۴۴۳ مولانا حافظ عبد اللہ مدظلہ
جن کا صحیح لقب اُستاذ الاساتذہ ہے کیوں کہ اساتذۂ عصر کی ایک تعداد کثیر اور جم غفیر کو نہ صرف آپ کے تلمذ کا شرف حاصل ہے بلکہ زیادہ تعداد اُنہیں لوگوں کی ہے جن کو آپ نے میزان سے لے کر شمس بازغہ، صدرا، ھدایہ، توضیح تلویح، بیضاوی اور صحاح ستہ تک سبقاً سبقاً بلا مشارکت غیرے پڑھایا ہے۔ آپ خود بھی طبیب ہیں اور طبقہ اطبا میں بھی آپ کے اکثر طبیب شاگرد ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ شیخ کے مسند درس پر بیٹھنے کے لئے اور تقویٰ زہد اور صحابہ وشی کا نمونہ دکھانے کے لئے آپ سے بہتر تو کیا! برابر کا جوڑ بھی ہندوستان میں مل نہیں سکتا۔ آپ نہایت ہی قلیل الغذا ہیں۔ کئی برس ہوئے میں نے پوچھا تھا؟ کہ حضور ایک سیر آٹا کَے دن میں کھا سکتے ہیں تو فرمایا کہ ”برابر اگر کھائیں تو پچاس روز ہوتا ہے“ آپ کی لڑکیاں بھی عالمہ ہیں۔

۴۴۴ حافظ مولوی عبد الرحمٰن بقا

۴۴۵ حافظ مولوی عبد المنان وفا
(یہ دونوں بھانجے ہیں جناب حافظ عبداللہ صاحب مدظلہ کے)

۴۴۶ مولوی عبد العزیز مجری آبادی

فتح پور

۴۴۷ مولوی عبد الصمد

فرخ آباد

۴۴۸ مولوی سید عبد العزیز عرف عزیز احمد بن مولانا منظور احمد صمدانی مؤلف عزیز التاریخ۔

۴۴۹ مولوی عبدالسبحان خاں
۴۵۰ مولوی عبدالصمد خاں

کانپور

۴۵۱ مولوی سید محمد

گورکھپور

۴۵۲ مولوی وزیر علی مرحوم ہڈ مولوی ضلع اسکول مظفرپور و اجمیر

لکھنؤ و اودھ

۴۵۳ مولوی عبدالحلیم شرر
۴۵۴ مولوی محمد بدیع الزماں مرحوم بن مسیح الزماں مرحوم المتوفی ۱۳۰۴ھ آپ کی تالیفات بہت ہیں منجملہ اُن کے کشف المغطا" ترجمہ موطا، ترجمہ ترمذی اور فہرست مضامین قرآن مجید وغیرہ ہیں۔
۴۵۵ مولوی محمد وحیدالزماں بن مسیح الزماں آپ کی تالیفات بھی بہت ہیں پہلے آپ نے شرح وقایہ کا ترجمہ اُردو میں کیا بعدہ کتب صحاح کا ترجمہ کیا ہندوستان میں اُن کا فیض بھی عام ہے۔
۴۵۶ مولوی حکیم محمد یحییٰ قبل غدر
۴۵۷ مولوی عبدالعزیز
۴۵۸ نواب قدرت اللہ خاں مرحوم

۴۵۹ مولوی سید امیر علی ملیح آبادی صاحب تصانیف جلیلہ۔

مچھلی شہر

۴۶۰ مولانا شیخ محمد انصاری بڑے پایہ کے محدث ہیں۔

مراد آباد

۴۶۱ مولانا جان علی مرحوم بڑے محدث و مدرس تھے۔
۴۶۲ مولوی محمد حسین
۴۶۳ مولوی عبدالعزیز
۴۶۴ قاضی احتشام الدین مولف " اختصار الحق " " رد انتصار الحق "

مظفر نگر

۴۶۵ مولوی حافظ داؤد

میرٹھ

۴۶۶ مولوی عبدالجبار عمرپوری
۴۶۷ مولوی ضیاء الرحمٰن عمرپوری

رام پور

۴۶۸ مولوی شاہ ولی خاں
۴۶۹ مولوی محمد اسحٰق

۴۷۰ مولوی محمد یعقوب

حیدر آباد

۴۷۱ مولوی عبدالحی

چین تبّت

۴۷۲ مولوی ابو عمران عطاء الحق کی تحریر سے معلوم ہوا کہ اُن کی تحصیل حدیث کے زمانہ میں ایک آدمی تبت کا تھا جس کا نام معلوم نہیں ہے اور مولوی

۴۷۳ شمس الحق صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ کے دو شاگردان

۴۷۴ تبت سے ہم سے ملاقات ہوئی بلکہ بعض خطوط بھی ان کے میرے پاس گئے ہیں

ولایت کابل، کابل

۴۷۵ مولوی عبدالحمید
۴۷۶ مولوی اخوان
۴۷۷ مولوی شہاب الدین
۴۷۸ مولوی عبدالرحیم استاد مولوی محمد عظیم پنجابی عظیم آبادی

باجور

۴۷۹ مولوی زین العابدین شاگرد قبل غدر

یاغستان

۴۸۰ مولوی محمد حسین

بخارا

۴۸۱ ملا رجب شاگرد قبل غدر

سمرقند

۴۸۲ ملا جلال الدین شاگرد قبل غدر

غزنی

۴۸۳ ملا شہاب الدین غزنوی۔ علاوہ ان کے عبداللہ صاحب اور اُن کے خاندان کے نام امرتسر میں گذر چکے۔

قندھار

۴۸۴ ملا عبدالرحمٰن

قوقند

۴۸۵ ملا ضیاء الدین مرحوم المتوفی ۱۲۹۵ھ

کاشغر

۴۸۶ ملا نور الدین قتانی شاگرد قبل غدر
۴۸۷ ملا عبدالنور 〃 〃 〃
۴۸۸ ملا میر عالم

ہرات

۴۸۹ ملا عزیز الدین
۴۹۰ ملا سید محمد

جزیرہ حبشاں

۴۹۱ محمد ابراہیم

حجاز

۴۹۲ عبدالرحمٰن محمد بن عون نعمانی

سامرود

۴۹۳ محمد بن ہاشم بہت بڑے ذی علم ہیں۔

۴۹۴ علی احمد ولد مسبوق الذکر

سنوس

۴۹۵ عبداللہ بن ادریس الحسینی مغربی بڑے عالم تھے انہوں نے زمانہ تک مکہ معظمہ میں درس حدیث کا دیا تھا۔

نجد

۴۹۶ اسحٰق بن عبدالرحمٰن۔ بڑے ذی علم و صالح تھے۔
۴۹۷ علی بن ناصر
۴۹۸ سید عبداللہ بن سعد عبدالعزیز مدیہش
۴۹۹ قاضی محمد بن ناصر بن مبارک
۵۰۰ قاضی سعد بن محمد بن عتیق

فہرست کتاب الحیاۃ بعد المماۃ

بقیہ صفحہ